ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

⑩ شوال 1430ھ — اکتوبر 2009ء

امریکی امداد اور مسائل کا بھنور

الطاف حسین کی قادیانیت نوازی

اور گورنر پنجاب کی طرف سے توہین رسالت

مرزائیت

فرقہ نہیں الگ مذہب ہے

سہیل احمد قادیانی: (چیئرمین ایف بی آر)

2009ء کا ایم ایم احمد

پاکستان میں دستوری مہم

تحریک تحفظ ختم نبوت کے پس منظر میں

آخری آرزو

● میں چاہتا ہوں، مرنے کے بعد مجھے وہ شخص غسل دے:

★ جس نے منبر و محراب کی عظمت کو داغدار نہ کیا ہو۔

★ جو کبھی انگریزی فوج میں بھرتی ہو کر ملک معظم کی حکومت کے لیے نہ لڑا ہو۔

★ جس کا اوڑھنا بچھونا صرف اسلام ہو۔

● مجھے وہ شخص کفن پہنائے:

★ جس کی غیرت نے کبھی کفن نہ پہنا ہو۔

● مجھے وہ اشخاص کندھا دیں:

★ جو ظلم و جور کے خلاف لڑتے رہے ہوں اور جن کے ہاتھ میں ظلم و جور کی بیخ کنی کے بعد اس ملک کے مستقبل کی عنان ہو۔

● میرا قلم اس شخص کو دیا جائے:

★ جو اس کو تیشۂ کوہکن بنا سکے، جس کو لہو سے لکھنے کا سلیقہ آتا ہو۔

● مجھے وہاں دفن کیا جائے:

★ جہاں گورکن قبر کی مٹی فروخت نہ کرتے ہوں۔

● مجھے وہ دوست لحد میں اتاریں:

★ جو دفنانے کے بعد بھول جانے کی تاریخی اداؤں سے واقف ہوں۔

★ کوئی حکمران میری قبر پر فاتحہ نہ پڑھے

● میری قبر پر ایک ہی کتبہ لکھا جائے:

★ ”یہاں وہ شخص دفن ہے، جس کی زندگی تمام عمر عبرتوں کا مرقع رہی ہے۔“

شورش کاشمیریؒ

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت
ملتان

بیاد: سید الاحرار حضرت امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ
بانی: ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جلد 20 شمارہ 10 شوال 1430ھ / اکتوبر 2009ء
Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

تشکیل

دل کی بات:	امریکی امداد اور مسائل کا بھنور	مدیر	2
شذرہ:	الطاف حسین کی قادیانیت نوازی اور گورنر پنجاب کی طرف سے توہین رسالت	عبداللطیف خالد چیمہ	3
افکار:	پاکستان میں دستوری مہم تحریک تحفظ ختم نبوت کے پس منظر میں	ابن الحافظ حنفی	6
״	نظامِ سرمایہ داری: اسلام اور پاکستان	پروفیسر خالد شبیر احمد	9
افکار:	مرزائیت: فرقہ نہیں، الگ مذہب ہے	مولانا زاہد الراشدی	13
״	الطاف بھائی، توبہ کیجیے	علی خان	16
نقد و نظر:	ارشاد احمد حقانی، راجہ فتح خان اور تاریخ سے فریب	شکیل عثمانی	21
ردِّ قادیانیت:	سہیل احمد قادیانی: چیئرمین ایف بی آر 2009ء کا ایم ایم احمد	مولانا محمد الیاس چنیوٹی	28
سیرت و سوانح:	حضرت ثوبیہ رضی اللہ عنہا (آخری قسط)	ڈاکٹر یاسین مظہر صدیقی	30
شاعری:	جنابِ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور	ڈاکٹر محمد عمر فاروق	36
״	’’سرود و رقص و وجد ہے نشاط ہے خمار ہے‘‘	پروفیسر خالد شبیر احمد	37
״	نصب العین	شورش کاشمیریؒ	38
شخصیات:	آغا شورش کاشمیریؒ: ایک عہد ساز شخصیت	مولانا مشتاق احمد چنیوٹی	39
״	’’حافظ جی‘‘ رحمۃ اللہ علیہ	مولانا عزیز الرحمن جالندھری	43
״	جانشین امیر شریعت سید ابوذر بخاریؒ	غلام محمد خان نیازی	45
طنز و مزاح:	زباں میری ہے بات اُن کی	ساغر اقبالی	48
حسنِ انتقاد:	تبصرۂ کتب	جاوید اختر بھٹی، سید محمد کفیل بخاری	49
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام کی سرگرمیاں	ادارہ	53
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	63

www.mahrar.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

تحریک تحفظ ختم نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان

مقام اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: آشکیل نیو پرنٹرز
Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

زیرِ سرپرستی
حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

ابنِ امیرِ شریعت حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری

مدیرِ مسئول
سید محمد کفیل بخاری

رفقائے فکر
عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد
مولانا محمد مغیرہ • محمد عمر فاروق
قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس

آرٹ ایڈیٹر
محمد الیاس میراں پوری

ilyasmiranpuri@gmail.com
0300-632 1388

سرکولیشن منیجر
محمد یوسف شاد

زرِ تعاون سالانہ
اندرون ملک ــــ 200/- روپے
بیرون ملک ــــ 1500/- روپے
فی شمارہ ــــ 20/- روپے

ترسیل زر بنام: ماہنامہ نقیب ختم نبوت
بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100
بینک کوڈ 0278 یو بی ایل چوک مہربان ملتان

رابطہ: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
☎061-4511961

دل کی بات　　　　مدیر

امریکی امداد اور مسائل کا بھنور

کیری لوگر بل کے تحت امریکہ 5 سال تک پاکستان کو ڈیڑھ ارب سالانہ امداد دے گا۔ مگر شرائط اتنی کڑی ہیں کہ امداد کے حصول کا بہ ظاہر کوئی امکان نہیں۔ قسط وار ملنے والی یہ امداد پاکستان کو قسط وار ختم کرنے کی سازش ہے۔ درحقیقت یہ پاکستان کو ایٹمی صلاحیت سے محروم، پاک فوج کو اپنا تابع اور پاکستانی قوم کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑنے کا خوفناک منصوبہ ہے۔

افغانستان میں نیٹو اور امریکی افواج کی شکست کا اعتراف تو خود امریکی و برطانوی جرنیل برملا کر رہے ہیں لیکن ساتھ ہی طالبان کی مزاحمت کا غصہ پاکستان پر نکال رہے ہیں۔ اسلام آباد میں امریکی سفارت خانے کے لیے وسیع قطعہ اراضی کی خرید، 240 گھروں کا کرایہ پر حصول، 500 امریکی میرینز کی آمد، ایک بڑی امریکی چھاؤنی کا قیام اور بدنامِ زمانہ امریکی بلیک واٹرز کی آمد اس پر مستزاد ہے۔ سوات آپریشن کی کامیابی کے بعد بھی وہاں دہشت گردی کے واقعات ہو رہے ہیں۔ امریکہ نے کوئٹہ پر ڈرون حملوں کی دھمکی دے دی ہے۔ حال ہی میں جنوبی و شمالی وزیرستان پر چوبیس گھنٹوں میں تین امریکی مزائل حملے ہوئے ہیں جس میں سولہ افراد جاں بحق ہوئے ہیں۔ اگرچہ آرمی چیف جنرل کیانی نے کابل میں نیٹو، افغان اور پاک فوج کے اعلیٰ افسران کے اجلاس میں امریکہ پر واضح کیا ہے کہ اسے پاکستان میں حملوں کی اجازت نہیں دیں گے لیکن امریکہ ہے کہ حملے پر حملہ کیے جا رہا ہے اور اسے روکنے کی کسی میں ہمت نہیں۔ صدر زرداری اکثر پاکستان سے باہر ہوتے ہیں۔ اب بھی امریکہ یاترا پر ہیں۔ ملک امریکہ کی طفیلی ریاست بن چکا ہے، ملکی مسائل حل ہونے کی بجائے بڑھ رہے ہیں اور وطنِ عزیز مسائل کے بھنور میں پھنس گیا ہے۔ امریکی مفادات کے لیے پرویز مشرف سے بھی بڑھ کر خدمات انجام دینے کے باوجود امریکہ راضی نہیں ہو رہا۔

مہنگائی آسمان کو چھو رہی ہے۔ بجلی کی قیمت میں 30 پیسے فی یونٹ اضافہ متوقع ہے جبکہ رواں مالی سال کے دوران بجلی کی قیمت میں 40 فیصد اضافے کا امکان ہے۔ لوڈ شیڈنگ بھی جاری ہے اور عوام کے لیے بجلی کا بل ادا کرنا مشکل تر ہو گیا ہے۔ کالا باغ ڈیم کا منصوبہ ختم کیا گیا تو بھاشا ڈیم بھی نہ بنا سکے۔ یہی حالت رہی تو ملک اندھیروں میں ڈوب جائے گا۔ آٹے کے بحران سے ذرا فرصت ملی تو چینی کا بحران آ گیا۔ حکمران کہتے ہیں لوگ چینی کھانا چھوڑ دیں۔ یہی روش رہی تو کل عوام کو بجلی کے استعمال سے منع کریں گے اور پرسوں ملک چھوڑنے کا حکم صادر فرمائیں گے۔ عالمی استعمار نے مصنوعی مسائل پیدا کیے ہیں اور حکمرانوں نے استعمار کی غلامی قبول کر لی ہے:

غیر ممکن ہے کہ حالات کی گتھی سلجھے
اہل مغرب نے بہت سوچ کے الجھائی ہے

الطاف حسین کی قادیانیت نوازی اور گورنر پنجاب کی طرف سے توہینِ رسالت

عبداللطیف خالد چیمہ (سیکرٹری جنرل مجلس احراراسلام پاکستان)

35 سال قبل (7 رستمبر 1974ء) کو ذوالفقارعلی بھٹو مرحوم کے دورِ اقتدار میں لاہوری وقادیانی مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے تاریخی دن کے حوالے سے 7 رستمبر 2009ء کو ملک بھر میں یومِ تحفظِ ختمِ نبوت (یوم قراردادِ اقلیت) منایا جارہا تھا۔ اُدھر ایم کیوایم کے قائد الطاف حسین سے ''ایکسپریس نیوز'' پر ایک طے شدہ انٹرویو 8 رستمبر کو ریکارڈ کیا گیا جو 9 رستمبر کو نشر ہوا۔

انٹرویو لینے والے جناب مبشر لقمان بظاہر تو انٹرویو ہی کررہے تھے لیکن اُس کی ریکارڈنگ سننے کے بعد محسوس ہوتا ہے کہ وہ خود بھی قادیانیوں کو مسلمانوں کی صفوں میں لاکھڑا کرنے کے لئے بڑے مضطرب ہیں اور نہایت جارحانہ انداز میں اس مہم کو عرصے سے آگے بڑھانے کے ایجنڈے کے لئے ''مختص'' کئے گئے ہیں ہماری معلومات کے مطابق اُن کی ''نسبت'' اور اُن کے خیالات وکام میں بعد المشرقین ہے۔ وہ انٹرویو میں الطاف حسین سے پوچھتے ہیں کہ '' آپ عیسائیوں کے لئے بھی بول لیتے ہیں۔ آپ یہودی اگر کوئی ہوں گے تو اُن کے لئے بھی بول لیں گے، سکھوں کے لئے بھی بول لیتے ہیں، ہندؤں کے حق میں بھی بول لیں گے۔ میں بڑا اِچّی (حساس) سوال کرنے لگا ہوں، سامعین سے معذرت کے ساتھ! قادیانیوں کے لئے کوئی نہیں بولتا اُن کے اوپر مظالم ہوتے ہیں!

الطاف حسین:

'' آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں لیکن آپ ایم کیوایم کو اس کا الزام نہیں دے سکتے۔ یہ واحد آرگنائزیشن ہے۔ جب مرزا طاہر کا انتقال ہوا تھا واحد الطاف حسین تھا جس کا تعزیتی بیان گیا تھا۔ جس پر کئی اخبارات نے میرے خلاف اداریے لکھے کہ میں نے کفر کیا ہے اور میں یہ کفر دوبارہ کرنے جارہا ہوں جس کا دل چاہے مجھ پر فتویٰ دے۔''

آگے فرماتے ہیں کہ:

''میں نے احمدیوں کا لٹریچر بھی پڑھا ہے، میں نے احمدیوں کے پروگرام بھی دیکھے ہیں، ان کا وہی کلمہ ہے

سرکارِ دوعالم (صلی اللہ علیہ وسلم) کو وہ آخری نبی مانتے ہیں۔''

مزید فرماتے ہیں کہ:

''میں آپ کو ایک بات اور بتادوں مبشر بھائی! پاکستان کا سب سے پہلا نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر عبدالسلام وہ بھی احمدی تھا۔ مبشر لقمان (oh yea he was a great man) وہ ایک عظیم آدمی تھا۔ اب آپ اُس کا نام صرف اس لئے نہ لیں یا طلباء کو اِس لئے نہ پڑھایا جائے کہ عبدالسلام احمدی تھے تو یہ بہت بڑا ظلم ہے، زیادتی ہے، ناانصافی کو ختم ہونا چاہیے۔ یہ علامہ اقبال کے خیالات کی بھی نفی ہے۔ یہ قائداعظم محمد علی جناح کے بھی خیالات نہیں تھے، وغیرہ وغیرہ۔''

الطاف حسین اِس سے پہلے بھی بہت کچھ فرما چکے ہیں وہ ''بضد'' ہیں کہ قادیانیوں کی عبادت گاہوں کو مساجد قرار دیا جانا ضروری ہے۔

مذکورہ انٹرویو اور خیالات سامنے آنے کے بعد ہم نے مجلسِ احرارِ اسلام اور متحدہ تحریکِ ختمِ نبوت رابطہ کمیٹی کی طرف سے ملک کی دینی قیادت اور اہلِ صحافت سے رابطے شروع کر دیئے کیونکہ اس مہم کا زیادہ ہدف کراچی تھا۔ اس لئے زیادہ توجہ کراچی پر دی گئی۔ مرحوم صلاح الدین (شہید) کے ہفت روزہ ''تکبیر'' سے ہمارا قلمی اور نظریاتی تعلق 1980ء کی دہائی سے چلا آ رہا ہے ''تکبیر گروپ'' کے کراچی کے بڑے اخبار ''روزنامہ امت'' اور اُس کی جرأت مند ٹیم نے جس استقامت کے ساتھ اِس ایشو کو تسلسل کے ساتھ لیڈ کرتے ہوئے آگے بڑھایا اور ہم جیسے کمزور لوگوں کی آواز کو دنیا تک پھیلایا فی زمانہ اِس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ اِس ضمن میں ہم سمجھتے ہیں کہ اپنے مفادات کی بجائے نظریات پر سمجھوتہ نہ کرنا اِن نامساعد حالات میں اتنا آسان کام نہیں کیونکہ:

''پارسائی میں بھی کچھ لوگ بہک جاتے ہیں''

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ دینی علوم اور دینی فکر کے نام پر پروان چڑھنے والی چند شخصیات اور بعض اداروں نے نہایت شرمناک کردار ادا کیا اور حیلے بہانوں سے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصبِ رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) اور تحفظ ختمِ نبوت کی پرامن جدوجہد کے کیمپ کی بجائے اغیار کے ایوانوں میں نظر آنے لگے۔ وہ بھول گئے کہ ''انسان زندگی میں ایک ہی مرتبہ پیدا ہوتا ہے اور ایک ہی مرتبہ مرتا ہے'' ہم نے تحریکِ ختمِ نبوت کے محاذ کے ایک شعوری کارکن کی حیثیت سے محسوس کیا کہ استقامت اختیار کر لی جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ کرامت کا ظہور نہ ہو۔ اِس مہم کے ردِ عمل میں قادیانی سربراہ مرزا مسرور نے 11 ستمبر کو لندن میں خطبہ جمعہ کے نام سے جو تقریر کی اُس میں کہا کہ:

''تمام قادیانی الطاف حسین کی کامیابی کے لئے دعا کریں'' لیکن افسوس کہ کچھ نادان مہربان علماءِ کرام کی شکل میں کراچی میں

الطاف حسین کے ٹیلی فونک خطاب اور افطار ڈنر میں شریک ہو کر اُس سے ہم آہنگی اور پھر صفائیاں دینے پر آ گئے اور تحریکِ ختمِ نبوت کے کام کو شرانگیزی قرار دے کر اُس کو سبوتاژ کرنے پر لگے رہے۔ الطاف حسین نے کہا کہ میں مسلمان ہوں اور ختمِ نبوت پر یقین رکھتا ہوں۔ میرے دادا آگرہ کے مفتی تھے لیکن انھوں نے اپنے انٹرویو اور اُس پر ہونے والے اعتراضات کا کوئی جواب نہ دیا ''سوال گندم جواب چنے''

16 رستمبر کو ''عزت ماٰب'' گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے ارشاد فرمایا کہ: ''توہینِ رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کا قانون ختم ہونا چاہیے۔'' گورنر پنجاب اور مقتدر حلقوں کی طرف سے اِس قسم کے بیانات اور الطاف حسین کی بدترین قادیانیت نوازی کے خلاف ملک بھر میں شدید ردِّعمل ظاہر کیا گیا دینی جماعتوں کے علاوہ چند سیاسی جماعتوں اور بعض سیاست دانوں نے بھی اس کا نوٹس لیا ہم سمجھتے ہیں کہ یہ اُسی مہم کا حصہ ہے کہ آئین کی اسلامی دفعات خصوصاً قانون تحفظِ ناموس رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) اور قانون تحفظ ختمِ نبوت کو ختم یا غیر مؤثر کر دیا جائے۔ اِس ساری صورتِ حال کا جائزہ لینے اور اِس پر مؤثر و مشترکہ لائحہ عمل طے کرنے کے لئے ''متحدہ تحریکِ ختمِ نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان'' کے زیر اہتمام رابطہ کمیٹی کے مرکزی ارکان کے علاوہ دیگر حلقوں اور شخصیات کا ایک ابتدائی اجلاس ان شاء اللہ تعالیٰ 5 راکتوبر 2009ء بروز سوموار دفتر مرکزیہ مجلسِ احرارِ اسلام لاہور میں منعقد ہو رہا ہے جس میں بعض سیاسی شخصیات کے علاوہ دانشوروں اور صحافی حضرات کو بھی مدعو کیا جا رہا ہے نامساعد حالات کے باوجود بھی امید ہے کہ اِن شاء اللہ تعالیٰ تمام مکاتبِ فکر کے سرکردہ رہنما اِس اجلاس میں پہلے کی طرح مکمل ہم آہنگی کے ساتھ اِس حوالے سے اہم فیصلے کریں گے جو قوم کی رہنمائی کے لئے مفید ثابت ہوں گے۔ ہم اِس صورتِ حال کو ہرگز نظر انداز نہیں سکتے کہ امریکہ پاکستان میں اپنے مخالفین کو راستے سے ہٹانے کے لئے پہلے سے زیادہ سرگرم ہے اور امریکی جارحیت کو بے نقاب کرنے والوں کو پاکستانی حکمرانوں کے ذریعے بھی زیرِ عتاب لایا جا رہا ہے ''بلیک واٹر'' نامی منظم سفاک قاتلوں اور ڈاکوؤں کی طرح ہماری نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں پر حملہ آور ہے اور اس کے کارندے اسلام آباد اور ایٹمی تنصیبات کے حوالے سے کئی دوسرے حساس مقامات پر دندناتے پھر رہے ہیں اِس حوالے سے پیپلز پارٹی کی حب الوطنی پر کئی اعتراضات میڈیا پر سامنے آ چکے ہیں اطلاعات یہ بھی ہیں کہ پرویز مشرف کا معتمد خاص مسٹر طارق عزیز، وفاقی وزیرِ داخلہ رحمٰن ملک اور فرحت اللہ بابر ایوانِ صدر کو قادیانیوں کی آماج گاہ میں تبدیل کر رہے ہیں۔ اس گھمبیر صورتحال میں دینی جماعتوں اور خصوصاً تحریکِ ختمِ نبوت کے کام سے متعلق تنظیموں اداروں اور افراد کو اپنے اپنے تحفظات کے باوجود مشترکہ لائحہ عمل طے کرنے کے لئے آگے بڑھنے میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ شرور فتن سے محفوظ فرمائیں اور اِس کام میں برکت فرمائیں اور ہم سب مل جل کر اِس مقدس مشن کو آگے بڑھانے والے بن جائیں۔ آمین یارب العالمین!

پاکستان میں دستوری مہم: تحریک تحفظ ختم نبوت کے پس منظر میں

ابن الحافظ حنفی

پاکستان بننے کے بعد جب اسلامی نظام کے نفاذ کی بحث چھڑی تو 1949ء میں پاکستان کے پہلے وزیر اعظم نواب زادہ لیاقت علی خان مرحوم نے حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی مرحوم اور دینی جماعتوں کے تعاون سے قرارداد مقاصد منظور کرائی اور اسے دستورِ پاکستان کا حصہ بنا دیا۔ بعدازاں 1951ء میں تمام مکاتبِ فکر کا نمائندہ کنونشن کراچی میں منعقد ہوا جس کے داعی حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی مرحوم تھے۔ یہ کنونشن 21 تا 24/جنوری 1951ء کو حضرت علامہ سید سلیمان ندوی مرحوم کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں مشہور 22 نکات مرتب کیے گئے۔ اس میں یہ تاثر سامنے آیا کہ پاکستان کے تمام مکاتبِ فکر فروعی اختلافات کے باوجود اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے خصوصی طور پر پوری طرح متفق و متحد ہیں۔ قادیانی، بلوچستان کو احمدی سٹیٹ اور پاکستان کے اقتدار پر شب خون مارنے کی تیاریاں اور اعلانات کرنے لگے تو مجلس احرار اسلام کی ربع صدی قبل جاری کردہ تحریک تحفظ ختم نبوت اپنے نقطۂ عروج کو پہنچی۔ مجلس احرار اسلام کی دعوت پر تمام مکاتبِ فکر پر مشتمل ''کل جماعتی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت'' تشکیل پائی۔ ملک بھر سے پانچ سو جید علماء کرام کا اجتماع ہوا۔

دستوری مہم اپنے عروج پر تھی لیکن تحفظ ختم نبوت کی تحریک زور پکڑ گئی۔ مجلس احرار اسلام نے انہی قدر آور شخصیات جو دستوری مہم میں پیش پیش تھیں سے بصد ادب درخواست کی کہ وہ 22 نکاتی دستوری خاکے میں ترمیم کر کے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کا اصولی مطالبہ بھی اسی دستوری خاکے کا حصہ بنائیں۔ جب یہ ترمیم کی گئی اس وقت تمام مکاتبِ فکر کی نمائندگی کا عدد 33 تھا جبکہ سیکڑوں علماء کرام اور تمام حلقوں کی تائید بھی شامل تھی۔ یہی ترمیم 23 واں نکتہ کہلانے لگی اور قومی اسمبلی سے قرار دادِ اقلیت کی شکل میں سب سے پہلے منظوری کا شرف بھی اسے حاصل ہوا۔

بانی جماعت اسلامی مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم اس ترمیم کا ذکر یوں کرتے ہیں جو تاریخ کے ریکارڈ کا حصہ ہے اور روزنامہ ''جسارت'' کراچی نے اپنے سنڈے ایڈیشن ''جسارت میگزین'' کی اشاعت 13 تا 19/ستمبر 2009ء میں ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا ہے:

''پاکستان کے سربرآوردہ علماء نے دستوری سفارشات میں جو ترمیمات پیش کی ہیں، ان میں سے ایک ترمیم یہ بھی ہے کہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ ایک اقلیت قرار دے کر پنجاب سے مرکزی اسمبلی میں ان کے لیے ایک نشست مخصوص کر دی جائے اور دوسرے علاقوں کے قادیانیوں کو بھی اس نشست کے لیے کھڑے ہونے اور ووٹ دینے کا حق دے دیا جائے۔ اس ترمیم کو علماء نے ان الفاظ کے ساتھ پیش کیا ہے:

یہ ایک نہایت ضروری ترمیم ہے جسے ہم پورے اصرار کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ ملک کے دستور سازوں کے لیے یہ بات کسی طرح موزوں نہیں ہے کہ وہ اپنے ملک کے حالات اور مخصوص اجتماعی مسائل سے بے پروا ہو کر محض اپنے ذاتی نظریات کی بنا پر دستور بنانے لگیں۔ انھیں معلوم ہونا چاہیے کہ ملک کے جن علاقوں میں قادیانیوں کی بڑی تعداد ملی جلی ہے وہاں اس قادیانی مسئلے نے کس قدر نازک صورتحال پیدا کر دی ہے۔ ان کو پچھلے دور کے بیرونی حکمرانوں کی طرح نہ ہونا چاہیے۔ جنھوں نے ہندو مسلم مسئلہ کی نزاکت کو اس وقت تک محسوس ہی نہ کیا جب تک متحدہ ہندوستان کا گوشہ گوشہ دونوں قوموں کے فسادات سے خون آلود نہ ہو گیا۔ جو حضرات خود اس ملک کے رہنے والے ہیں ان کی یہ غلطی بڑی افسوسناک ہوگی کہ وہ جب تک پاکستان میں قادیانی مسلم تصادم کو آگ کی طرح بھڑکتے ہوئے نہ دیکھ لیں اس وقت تک انھیں اس بات کا یقین نہ آئے کہ یہاں ایک قادیانی مسئلہ موجود ہے جسے حل کرنے کی شدید ضرورت ہے۔ اس مسئلہ کو جس چیز نے نزاکت کی آخری حد تک پہنچا دیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ قادیانی ایک طرف مسلمان بن کر مسلمانوں میں گھستے بھی ہیں اور دوسری طرف عقائد، عبادات اور اجتماعی شیرازہ بندی میں مسلمانوں سے نہ صرف الگ ہیں بلکہ ان کے خلاف صف آراء بھی ہیں اور مذہبی طور پر تمام مسلمانوں کو علانیہ کافر قرار دیتے ہیں۔ اس خرابی کا علاج آج بھی یہی ہے اور پہلے بھی یہی تھا (جیسا کہ علامہ اقبال مرحوم نے اب سے بیس برس پہلے فرمایا تھا) کہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ ایک اقلیت قرار دے دیا جائے۔''

علماءِ امت کا ریاست پر احسان ہے کہ انھوں نے علامہ اقبال مرحوم کے اسی مؤقف کو پذیرائی بخشی۔ حالانکہ امت کے تمام طبقات کا مؤقف اقبال مرحوم کے مؤقف سے کہیں سخت تھا کیونکہ قادیانی اپنے کفر کو اسلام کا نام دیتے اور پھر اس پر اصرار بھی کرتے تھے اور اب بھی کرتے ہیں۔ یہ دراصل اکابر علماءِ حق کی اُسی محنت اور شہداءِ ختمِ نبوت کے مقدس خون کا صدقہ تھا کہ 1974ء میں قومی اسمبلی میں 13 دن کی بحث کے بعد لاہوری و قادیانی مرزائیوں کو اقلیت قرار دیا گیا۔

7 ستمبر 1974ء کو اس تاریخی قرارداد اقلیت کی منظوری کے بعد اُس وقت کے قائدِ ایوان اور وزیراعظم

ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے اسمبلی میں کم وبیش آدھ گھنٹے کی جو تقریر کی اور اس مسئلہ کے حل کے حوالے سے جو خوبصورت دلائل دیئے وہ دینی وسیاسی اور معاشرتی سطح پر بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ بعدازاں صدر ضیاء الحق مرحوم نے حضرت مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم کی قیادت میں تحریک ختم نبوت کے مطالبے کے نتیجے میں 26/اپریل 1984ء کو امتناعِ قادیانیت ایکٹ جاری کیا جو بعد میں تعزیراتِ پاکستان کا حصہ بنا۔ جس کی رو سے قادیانیوں کو اسلامی شعائر وعلامات کے استعمال سے قانوناً روک دیا گیا۔ قادیانی سربراہ مرزا طاہر برطانیہ فرار ہو گیا اور عالمی سطح پر پاکستان کے خلاف قادیانیوں نے اپنی مہم تیز کر دی اور مختلف ممالک میں قادیانیوں نے سیاسی پناہ اور مفادات حاصل کیے۔

1974ء اور 1984ء کی قانون سازی کے بعد قادیانیوں نے عالمی سطح پر لابنگ کر کے ملک وملت کے خلاف نئی صف بندی شروع کی اور اقوام متحدہ سمیت عالمی اداروں میں اپنے کارندے پلانٹ کیے۔ یہود ونصاریٰ کے مفادات کے تحفظ کے لیے قادیانی آسانی سے استعمال ہو رہے ہیں۔ ایٹمی اثاثوں کے خلاف عالمی طاقتیں قادیانیوں کو مہرے کے طور پر استعمال کر رہی ہیں۔ اسرائیل میں قادیانی مشن کہوٹہ پلانٹ کی تاک میں بیٹھا ہے۔ ''بلیک واٹر'' کی سرگرمیاں اسی گھناؤنی سازش کا حصہ ہیں۔ ورلڈ اسٹیبلشمنٹ قادیانیوں کے لیے آسانیاں پیدا کر رہی ہے اور پاکستان کے 1973ء کے متفقہ دستور کی اسلامی دفعات اور قرارداد مقاصد کو ہر حال میں ختم کرنے کے لیے دن بدن دباؤ بڑھایا جا رہا ہے۔ دستور کا تقاضا یہ ہے کہ ریاست اور سرکاری مشینری مسلمانوں کے عقائد کا تحفظ کرے اور آئین سے انحراف کرنے والے گروہ کو قانون کے شکنجے میں لائے۔ اسلامی جماعتوں اور محبّ وطن حلقوں کی ذمہ داریاں پہلے سے بھی بڑھ گئی ہیں کہ وہ دستور کی اسلامی دفعات، ملک کے نظریاتی تشخص اور جغرافیائی سرحدوں کے دفاع کے لیے آگے بڑھیں ورنہ پانی سر سے گزر جائے گا۔ آج بھی اسی طرح کے اتحادِ امت کی ضرورت ہے جس کا مظاہرہ 1951ء تا 1953ء کیا گیا۔

وما علینا الا البلاغ

ماہانہ مجلس ذکر واصلاحی بیان

29 اکتوبر 2009ء
جمعرات بعد نماز مغرب

ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
061-4511961

نظامِ سرمایہ داری: اسلام اور پاکستان

پروفیسر خالد شبیر احمد

اس وقت پاکستان، نظامِ سرمایہ داری کی تمام قباحتوں اور خامیوں کا مرکز و محور بن چکا ہے۔ پورے ملک کی دولت پر چند خاندانوں کی اجارہ داری ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ ذخیرہ اندوز، حکومت کا باقاعدہ حصہ بن چکے ہیں۔ عوام غربت کی چکی میں پستے ہوئے کراہ رہے ہیں۔ لیکن حکمرانوں کے کانوں میں اقتدار کی میل اس طرح چپک چکی ہے کہ انھیں کچھ سنائی نہیں دیتا۔ اگر یہ کہا جائے کہ نظامِ سرمایہ داری نے پوری طرح پاکستان کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے تو اس میں کیا جھوٹ ہے؟ اور جب معیشت پر چند خاندانوں کا قبضہ ہو جائے جو کہ نظامِ سرمایہ داری کا خاصا ہے تو پھر سیاست سمٹ سمٹا کر انھیں چند خاندانوں تک محدود ہو جاتی ہے اور یہ چند خاندان سیاست کے نام پر کھل کھیلتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہی نکلتا ہے جو اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ نے انہیں حالات کی پیش گوئی اپریل 1946ء میں اردو پارک دہلی کے عظیم الشان تاریخی اجلاس میں کر دی تھی، آپ نے فرمایا تھا۔

> ''اندرونی طور پر پاکستان میں چند خاندانوں کی حکومت ہوگی اور یہ خاندان زمینداروں، صنعت کاروں، سرمایہ داروں کے خاندان ہوں گے۔ انگریز کے پروردہ، فرنگی سامراج کے خود کاشتہ پودے، سروں، نوابوں اور جاگیرداروں کے خاندان ہوں گے۔ جو اپنی من مانی کارروائی سے محبِّ وطن اور غریب عوام کو پریشان کر کے رکھ دیں گے۔ غریب کی زندگی اجیرن ہو جائے گی۔ ان کی لوٹ کھسوٹ سے کسان اور مزدور نانِ شبینہ کو ترس جائیں گے۔ امیر روز بروز امیر اور غریب' غریب تر ہوتے جائیں۔''
>
> (پاکستان میں کیا ہوگا۔ مرتب: سید محمد کفیل بخاری، صفحہ 32، 34)

آج پورا ملک آپ کے فرمائے ہوئے ایک ایک حرف کی بولتی تصویر ہے۔ کسی میں جرأت نہیں کہ وہ انکار کر سکے کہ جو کچھ اس وقت ملک کے حالات ہیں وہ امیر شریعت نے پاکستان بننے سے پہلے بیان نہیں کر دیئے۔ اور اگر دیکھا جائے تو یہ سب کچھ نظام سرمایہ داری کا کیا دھرا ہے۔ جہاں پر بھی نظام سرمایہ داری ہوگا وہیں پر جمہوریت اس نظام کی رکھوالی کے لیے موجود ہوگی۔ گویا دوسرے الفاظ میں ہم یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ نظام سرمایہ داری اور جمہوریت ایک دوسرے کے تحفظ کے لیے ہی کام کرتے ہیں یہ ایک ہی منزل کے راہی ہیں اور منزل محض معاشی واستحصالی ہے۔ سرمایہ

داری نظام کوئی اسلامی دنیا کی پیداوار نہیں ہے بلکہ یہ یورپ کی پیداوار ہے۔ اور جمہوریت بھی یورپ کے بطن سے پیدا ہوئی۔ اسلام کا نظامِ سرمایہ داری سے کوئی تعلق ہے اور نہ ہی جمہوریت سے۔ صنعتی انقلاب نے دنیا کو نظام سرمایہ داری سے روشناس کرایا۔ صنعتی انقلاب کے بعد صنعت وحرفت میں ترقی نے قوموں کے درمیاں معاشی رقابت پیدا کی اور پھر صنعتی ممالک کو اپنی مصنوعات کے لیے بیرونی منڈیوں کی تلاش میں نوآبادیاتی نظام جیسے مکروہ نظام کی ضرورت محسوس ہوئی۔ تاکہ مصنوعات کی وسیع پیانے پر فروخت ہو اور زیادہ سے زیادہ سرمایا اکٹھا کیا جائے۔ اس معاشی رقابت نے ہی پہلی جنگِ عظیم اور دوسری جنگِ عظیم بنی نوع انسان کے سروں پر مسلط کی لاکھوں نہیں کروڑوں انسان لقمۂ اجل بنے اور ہولناک تباہیوں سے انسانوں کو گزرنا پڑا۔ چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ صنعتی انقلاب کے بعد نظام سرمایہ داری وجود میں آیا اور نظام سرمایا داری کی وجہ سے نوآبادیاتی نظام کی ضرورت کو محسوس کیا گیا۔ جس طرح انگریز' ہندوستان میں بغرضِ تجارت وارد ہوا اور اس نے آہستہ آہستہ سازشوں کے ذریعے اس ملک پر قبضہ کر لیا اور پھر اس ملک کو اس نے اپنے نظام نوآبادیات کا حصہ بنایا، اس کے پیچھے یہی نظامِ سرمایہ داری اور دوسری قوموں کا معاشی استحصال ہی تھا۔ ایک مدت تک ہمارے اکابر اس نظام جبر کے خلاف لڑتے رہے اور انگریزوں کو بالآخر اس ملک سے جانا پڑا۔ ہم نے ان کے بعد اسی نظام سرمایہ داری کو اپنایا اور جمہوریت کے سیاسی نظام نے نظام سرمایہ داری کی پرزور انداز میں مدافعت اور سرپرستی کی جس کی وجہ سے آج ہم پھر وہیں پر آن کھڑے ہوئے ہیں جہاں افرنگی دورِ حکومت میں تھے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اس وقت برطانوی سامراج کی کارستانیاں اپنے عروج پر تھیں اور آج امریکن سامراج کی کارستانیاں اپنے عروج پر ہیں۔ امریکہ کو دن بدن پاکستان کی حکومت ایسی مراعات دے رہی ہے کہ جس سے پاکستان کی سرزمین پر امریکی اثر ورسوخ اور معاشی وسیاسی سرگرمیوں میں گراں قدر اضافہ ہوگا اور اس طرح ایک بار پھر پاکستان اس دور کے ہندوستان کی طرح امریکن نوآبادیاتی نظام کے تحت امریکن مصنوعات ہی نہیں بلکہ ان کی سیاسی، اقتصادی ضروریات کا بھی مرکز بن جائے گا۔ یہ ہے وہ منصوبہ اور سازش جو اس وقت ہمارے ملک میں تیار ہو رہی ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ جو کچھ ہم سیاسی میدان میں عملاً کر رہے ہیں۔ یہ اسی نظام سرمایہ داری کے برگ وبار ہیں جن سے چھٹکارا حاصل کرنے کا واحد راستہ صرف اور صرف اسلام کا راستہ ہے جس کا وعدہ تحریکِ پاکستان کے دوران مسلمانانِ پاک وہند سے کیا گیا تھا۔ کیونکہ اسلامی نظام ہی وہ نظام اعتدال ہے کہ جس میں نہ تو اشتراکیت کی کوئی بُو ہے اور نہ ہی اس میں سامراجی نظام سرمایہ داری کی کوئی گنجائش۔

اسلام کا اندازِ کار منفی نہیں مثبت ہے اور پھر اس میں سب سے اہم بات عقیدۂ آخرت، اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہونے اور اس کے سامنے ان تمام دنیاوی سرگرمیوں کا حساب کتاب دینے کا تصور انسان کو راہِ راست پر رکھنے اور اس کے رویے میں ایک خوشگوار تبدیلی پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے۔

اگر یورپ کی بجائے دنیائے اسلام میں سرمایہ داری کا ظہور ہوتا تو اسلام اس سرمایہ داری کو یوُں بے لگام نہ

چھوڑتا' کیونکہ اسلامی تعلیمات میں ایسے اصول، آئین اور قانون موجود ہیں کہ جن کی موجودگی میں سرمایہ' معاشرے کے لیے باعثِ رحمت تو بن سکتا، باعثِ زحمت نہیں۔ اسلام کے اُن اصولوں کی موجودگی میں قوموں کے معاشی استحصال کی بات تو رہی ایک طرف' معاشرے کے اندر کسی ایک فرد کا معاشی استحصال بھی ناممکن ہو جاتا ہے۔ اسلام کا صرف ایک اصول ہی اگر آج پاکستان کے اندر اپنا لیا جائے تو یہ غریبوں کو امیروں کے معاشی استحصال سے بچا سکتا ہے۔ وہ اصول یہ ہے کہ سرمایہ دار کے ساتھ ساتھ مزدور کو بھی منافع میں شامل کر لیا جائے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ تو مالک کے ساتھ مزدور کو بھی منافع میں برابر کا حصہ دار قرار دیتے ہیں کیونکہ جتنا صنعت میں سرمایہ دار کے سرمایہ کا حصہ ہے اتنی ہی مزدور کی محنت کو بھی اہمیت حاصل ہے۔ صنعت محض سرمایے سے قائم نہیں ہوتی بلکہ اس میں مزدور کی محنت اور اس کے ہنر کا بھی حصہ ہے۔ اس کے علاوہ اسلامی فقہ، اسلامی تعلیمات اور اسلام کے معاشی نظام کا اگر مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ اسلام معاشرے کو اس کے خوبصورت انداز میں برقرار رکھنے کے لیے معاشی انصاف کے قیام پر بہت زیادہ زور دیتا ہے اور یہ معاشی انصاف نہ تو اشتراکیت کی تعلیمات کا اثر ہے اور نہ ہی کسی اور تحریک کے ساتھ اس کا کوئی واسطہ ہے۔ بلکہ اس کا تعلق دین اسلام کی معاشی تعلیمات، معاشی اصولوں اور معاشی ضابطوں کے ساتھ ہے۔ اسی لیے تو اسلام سود کو حرام قرار دیتا ہے جو نظام سرمایہ داری میں معاشی استحصال کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ اس کے علاوہ سرمایہ درانہ نظام کی دوسری بڑی خاصیت جو کہ معاشی استحصال میں ایک فرد یا پھر ایک ادارے کو بہت بڑی مدد فراہم کرتی ہے وہ کاروباری مسابقت ہے جس کے نتائج چھوٹے چھوٹے کاروباری اداررں کے لیے مہلک ثابت ہوتے ہیں۔ یا تو چھوٹے ادارے بالکل تباہ و برباد ہو کے رہ جاتے ہیں یا پھر متحد ہو کر ایک بڑے کاروباری ادارے کی شکل اختیار کر لیتے ہیں تاکہ دوسرے اداروں کے ساتھ معاشی میدان میں مقابلہ کر کے انہیں پیچھے چھوڑ دیں۔ یہیں سے پھر اجارہ داری (Monoply) کا آغاز ہوتا ہے جس کا اس وقت پاکستان مکمل طور پر شکار ہو چکا ہے کہ اب اس اجارہ داری کو توڑنا خود حکومت کے بس کی بات نہیں ہے۔ اسلام اس اجارہ داری کی مذمت کرتے ہوئے اس کی سخت الفاظ میں مخالفت کرتا ہے۔ قرآن و حدیث میں اس کی مخالفت اور سزا کے بارے میں بہت کچھ موجود ہے۔ ایک جگہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

(اجارہ داری قائم کرنے والا شخص گنہگار ہے۔ مسلم، ابوداؤد، ترمذی)

اگر اس سرمایہ داری کا آغاز اسلام کے زیرِ سایہ ہوتا تو موجودہ، استحصالی قوتیں سرے سے پیدا ہی نہ ہو پاتیں اور اس طرح سرمایہ داری استحصالی صنعت' بے جا معاشی رقابت و مسابقت اور پھر نوآبادیاتی نظام کے جبر اور پہلی اور دوسری جنگِ عظیم کی تباہیوں سے انسان محفوظ رہتا۔

اسلامی تاریخ میں بھی جنگوں کا ذکر موجود ہے لیکن یہ جنگیں دوسری قوم کے معاشی استحصال کے لیے کبھی نہیں لڑی گئیں۔ تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلامی جنگوں کے اصول اور نظام انتہائی فطری اور پاکیزہ اصول ہیں۔ جس کے

تحت کسی قوم کو استحصال کا نشانہ بنانا سرے سے ممکن ہی نہیں ہے۔ معاشی استحصالی کو روکنے کے لیے اسلام کے ایک دوسرے معاشی اصول کے مطابق ارتکازِ زر سرے سے ممکن ہی نہیں ہے۔ اسلامی حکومت اس کو حکماً روکتی ہے۔ وہ نظام سرمایہ داری کے تحت قائم ہونے والی حکومت کی طرح اس میدان میں خاموش تماشائی نہیں بنی رہتی۔ اسلامی حکومت اس بات کی ضامن ہوتی ہے کہ ملکی وسائل اور قومی دولت چند ہاتھوں میں جمع نہ ہونے پائے کیونکہ ایسی صورت کا پیدا ہونا دین اسلام کے نصب العین اور اس کی منشاء کے خلاف ہے۔ نظامِ زکوٰۃ اس کا خاصہ ہے

اسلامی حکومت ضروریات زندگی کی فراہمی کے لیے بھی سرتوڑ کوشش کرتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق عمال حکومت بنیادی ضروریات زندگی کی فراہمی کے ذمہ دار ہیں۔ کیونکہ یہ ہر انسان کی ضروریات حیات ہیں جس سے اسے الگ نہیں رکھا جاسکتا۔

ایسے حالات میں اسلامی معاشرے کے اندر سرمایہ دارانہ نظام سرے سے قائم ہی نہیں ہوسکتا جبکہ یہی نظام دورِ حاضر میں دنیا کی مہذب ترین قوموں نے پیدا کر کے پوری دنیا کو تباہی و بربادی کے دہانے پر لا کھڑا کیا ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام جو اپنی مکروہ شکل میں اس وقت مسلم ریاستوں پر مسلط ہے، اس کا دین اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اور پاکستان میں اس وقت جو صورت حال ہے اس کا واحد اور بنیادی سبب بھی فقط نظام سرمایہ داری ہے۔ اس نظام کی برائیوں اور خرابیوں کو اسلام کے دامن سے کسی صورت بھی وابستہ نہیں کیا جاسکتا۔ باوجودیکہ یہ سب کی مسلم ممالک کے اندر ہو رہا ہے۔ یہ مسلم ممالک کی اپنی ناسمجھی ہے، یا پھر ان کا غلط راستے پر چل کے اس نظام کو اپنانا ہے جو غیر اسلامی، غیر اخلاقی اور انسانی فطرت کے صریحاً خلاف ہے۔ یا پھر یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ مغربی طاقتوں نے اپنے مذموم معاشی مقاصد کے حصول کے لیے ان پر یہ نظام مسلط کر دیا ہے۔ اسی سرمایہ دارانہ نظام کے خدوخال کو علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے درج ذیل اشعار میں کس خوبصورتی کے ساتھ پیش کیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

یورپ میں بہت روشنیٔ علم و ہنر ہے　　حق یہ ہے کہ بے چشمۂ حیواں ہے یہ ظلمات
رعنائی تعمیر میں ، رونق میں صفا میں　　گرجوں سے کہیں بڑھ کے ہیں بینکوں کی عمارات
ظاہر میں تجارت ہے حقیقت میں جُوا ہے　　سُود ایک کا لاکھوں کے لیے مرگِ مفاجات
یہ علم ، یہ حکمت ، یہ تدبر ، یہ حکومت　　پیتے ہیں لہو ، دیتے ہیں تعلیم مساوات
ہے دل کے لیے موت مشینوں کی حکومت　　آلاتِ مروت کو کچل دیتے ہیں آلات
تُو عادل و قادر ہے مگر تیرے جہاں میں　　ہیں تلخ بہت بندۂ مزدور کے اوقات
کب ڈوبے گا سرمایہ پرستی کا سفینہ　　دنیا ہے تیری منتظر روزِ مکافات

مرزائیت: فرقہ نہیں، الگ مذہب ہے

مولانا زاہد الراشدی

قادیانیوں کے بارے میں متحدہ قومی موومنٹ کے سربراہ جناب الطاف حسین کے ایک انٹرویو کے بارے میں اخبارات میں اظہارِ خیال کا سلسلہ جاری ہے اور مختلف دینی حلقوں کی طرف سے اس پر سخت ردِّ عمل کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ مختلف وجوہ کی بنا پر قادیانیت کا مسئلہ پاکستان کے دینی حلقوں کے ہاں بہت زیادہ حساس مسئلے کی حیثیت رکھتا ہے۔ ملک کے عوام اور دینی جماعتوں کے نزدیک اس حوالے سے کسی بھی طرف سے لچک کا اظہار عام طور پر قابل قبول نہیں ہوتا۔ یہ صرف روایتی دینی حلقوں کی بات نہیں بلکہ جدید تعلیم یافتہ حلقوں کے جذبات بھی اس بارے میں روایتی دینی حلقوں سے مختلف نہیں۔ چنانچہ مفکرِ پاکستان علامہ ڈاکٹر محمد اقبال نے ''قادیانیوں'' کے بارے میں جس لہجے میں بات کی ہے اور پنڈت جواہر لال نہرو کے ساتھ اس مسئلے پر اپنی تاریخی خط کتابت میں قادیانیوں کے عقیدے و فلسفے کو جس شدت کے ساتھ مسترد کیا ہے۔ وہ برصغیر کے کسی بھی معروف روایتی مذہبی رہنما کے لب و لہجے سے مختلف نہیں ہے۔

ایک دوست نے مجھے فون پر جناب الطاف حسین کے مذکورہ انٹرویو کا وہ حصہ سنایا۔ اس میں اگرچہ الطاف حسین نے کہا ہے کہ انھوں نے قادیانیوں کا لٹریچر پڑھا ہے لیکن ہمارے خیال میں انھوں نے تکلفاً یہ بات کہہ دی ہے، ورنہ اگر انھوں نے قادیانیوں کا لٹریچر پڑھا ہوتا، قادیانیوں اور مسلمانوں کی کشمکش کی ایک سو سالہ تاریخ پر نظر ڈال لی ہوتی یا کم از کم قادیانیوں کے بارے میں علامہ محمد اقبال کے خیالات و جذبات سے ہی آگاہی حاصل کر لی ہوتی تو وہ قادیانیوں کی حمایت میں اس قدر آگے نہ جاتے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ جناب الطاف حسین قادیانیوں اور مسلمانوں کی کشمکش کے موجودہ تناظر کے بارے میں کچھ مغالطوں کا شکار ہیں۔ اس وقت ہم انہی مغالطوں کا تذکرہ اور ان کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں۔ اس امید پر کہ الطاف حسین اور ان کے پیروکاران گزارشات پر سنجیدگی سے غور کریں گے اور قادیانیوں کے بارے میں اپنے مؤقف کا از سر جائزہ لیں گے۔ قادیانیوں کے بارے میں بہت سے دیگر حضرات کی طرح الطاف حسین بھی اس مغالطے کا شکار لگتے ہیں کہ یہ کوئی فرقہ وارانہ قسم کا مذہبی مسئلہ ہے، جس میں مولوی حضرات خواہ مخواہ شدت پسندی کا مظاہرہ کر رہے ہیں، لیکن حقیقت میں ایسی بات نہیں ہے۔

علامہ محمد اقبال کے ارشاد کے مطابق قادیانی گروہ نئی نبوت کے عنوان سے امت کا مرکز اطاعت تبدیل کر رہا ہے۔ اس لیے کہ وحی کے نزول کی وجہ سے نبی کی اطاعت واجب ہو جاتی ہے اور اطاعت کا سابقہ نظام تبدیل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے بھی یہی دعویٰ کیا ہے کہ چونکہ ان پر وحی نازل ہوتی ہے۔ اس لیے اب ان کی اطاعت واجب ہے۔ ان

کی اطاعت کوقبول کیے بغیر کوئی شخص ان کے بقول مسلمان نہیں رہ سکتا۔اسی وجہ سے قادیانی حضرات مرزا قادیانی پر ایمان نہ لانے والے دنیا بھر کے سوا ارب سے زیادہ مسلمانوں کو دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں، جبکہ مسلمانوں کے مختلف مذہبی فرقوں کی بات اس سے قطعی طور پر مختلف ہے۔ وہ آپس میں جس قدر بھی اختلاف رکھتے ہوں، مگر ان کا مرکز اطاعت صرف جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے اور وہ اپنی کسی بھی بات کے لیے حوالہ وہیں سے پیش کرتے ہیں۔ اس کے برعکس قادیانیوں کا مرکز اطاعت مرزا قادیانی ہے اور وہ اپنی بات وحی کی بنیاد پر پیش کرتے ہیں۔اس لیے مرکز ایمان اور مرکز اطاعت الگ الگ ہونے کی وجہ سے مسلمان اور قادیانی دو الگ الگ مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ لہٰذا قادیانی گروہ، مسلمانوں کے مذہبی فرقوں میں سے نہیں بلکہ امتِ مسلمہ کے مقابلے پر ایک نئے مذہب کے پیروکار ہیں۔

الطاف حسین سے گزارش ہے کہ وہ قادیانیوں کے مسئلے کو مسلمانوں کے داخلی فرقوں کے تناظر میں نہیں بلکہ نئی نبوت اور نئی وحی کے ساتھ ایک نئے مذہب کے آغاز کے طور پر دیکھیں، اس کے لیے علامہ محمد اقبال سے رہنمائی حاصل کریں۔ان کا یہ مغالطہ بہت جلد دور ہو جائے گا۔متحدہ قومی موومنٹ کے قائد غالباً اس مغالطے کا بھی شکار نظر آتے ہیں کہ قادیانی گروہ پاکستان کا کوئی نارمل سا مذہبی گروہ ہے، جس کے جائز مذہبی حقوق کو اکثریتی مذہبی فرقے پامال کر رہے ہیں۔ یہ بات بھی غلط ہے، اس لیے کہ قیامِ پاکستان کے فوراً بعد سے قادیانی گروہ مسلسل اس کوشش میں ہے کہ ملک میں اقتدار کے سرچشمے تک ان کی رسائی ہو اور وہ ملک کی اکثریت پر تسلط قائم کر کے ملک کو اپنی مرضی کے مطابق چلائے۔ باقی ساری باتوں سے قطع نظر اکیلی یہ بات بھی قابل قبول نہیں ہے کہ کوئی ایسا گروہ جو ملک کی آبادی میں بہت تھوڑی تعداد رکھتا ہے، اقتدار پر قبضہ کرنے اور ملک کو اپنی مرضی کے مطابق چلانے کی سازش کرے۔

جیسا کہ سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے کہا کہ تھا کہ قادیانی گروہ پاکستان میں وہی حیثیت حاصل کرنا چاہتا ہے جو امریکہ میں یہودیوں کو حاصل ہے کہ ملک کی کوئی پالیسی ان کی مرضی کے بغیر طے نہ ہو سکے۔الطاف حسین جمہوریت کی بات کرتے ہیں۔اس لیے انھیں اس بات کا حقیقت پسندانہ جائزہ لینا چاہیے کہ ایک چھوٹی سی اقلیت بھٹو مرحوم کے بقول پورے ملک کے اقتدار پر تسلط اور ملک کی پالیسیوں پر کنٹرول کرنے کی سازش کرتی رہی ہے اور الطاف حسین اس حوالے سے اس گروہ کے ماضی اور پوری تاریخ کو نظر انداز کر کے اس کی پشت پناہی کرنا چاہ رہے ہیں۔الطاف حسین کے ذہن پر اس مغالطے کی پرچھائیاں بھی صاف دکھائی دے رہی ہیں کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ پاکستان کے مولویوں کا ہے اور چونکہ الطاف حسین کو مولویوں کی کسی بات سے بھی اتفاق نہیں، اس لیے وہ اسے بھی مسترد کرنا ضروری سمجھتے ہیں حالانکہ اصل صورت حال یہ نہیں ہے۔

قادیانیوں کے بارے میں علماء کرام کا اصل اور روایتی مؤقف تو یہ تھا کہ وہ مرتد ہیں اور مرتد شرعی احکام کی رو سے ایک اسلامی ریاست میں زندگی کا مستحق نہیں رہتا۔اس کے لیے وہ پاکستان کے پہلے شیخ الاسلام حضرت مولانا علامہ شبیر احمد عثمانی کا رسالہ ''الشہاب'' ملاحظہ کر سکتے ہیں......لیکن مفکرِ پاکستان علامہ محمد اقبالؒ نے اس سے اتفاق نہ کرتے ہوئے قادیانیوں کو ایک غیر مسلم اقلیت کی حیثیت سے معاشرتی طور پر قبول کرنے کی تجویز پیش کی، جس سے پاکستان کے

تمام مکاتبِ فکر کے علماء کرام نے اتفاق کرلیا اور قادیانیوں کو گردن زدنی قرار دینے کے بجائے صرف غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا، جس پر ایک طویل جدوجہد کے بعد 1974ء میں پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ نے ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کی قیادت میں دستوری طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت کا درجہ دینے کا فیصلہ کیا۔ الطاف حسین سے گزارش ہے کہ وہ اس تاریخی حقیقت کو ذہنی طور پر قبول کریں کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ اصل میں مولویوں کا نہیں بلکہ علامہ محمد اقبال کا ہے۔ ملک کی منتخب پارلیمنٹ کا ہے اور جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم اور ان کی پیپلز پارٹی کا ہے۔

الطاف حسین کے انٹرویو میں اس مغالطے کی جھلک بھی محسوس ہوتی ہے کہ قادیانیوں کے خلاف یہ فیصلہ صرف پاکستان کے علمائے کرام کا ہے اور پاکستان کے علمائے کرام کے بارے میں الطاف حسین کے دل میں غصے کی ایک لہر ہر وقت موجود رہتی ہے۔ اس لیے یہ فیصلہ بھی انھیں ہضم نہیں ہو رہا۔ یہ بات بھی سراسر مغالطے پر مبنی ہے۔ اس لیے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا فیصلہ دنیا بھر کے تمام مسلم علمی حلقوں اور دینی مراکز کا متفقہ فیصلہ ہے۔ اگر الطاف حسین کو کوئی شک ہے تو وہ عالم اسلام کے کسی بھی معروف دینی و علمی مرکز سے استفسار کر کے دیکھ لیں۔ انھیں وہی جواب ملے گا جو پاکستان کے علمائے کرام کہتے ہیں۔

الطاف حسین کی یہ شکایت بھی مغالطے پر ہی مبنی ہے کہ پاکستان میں قادیانیوں کے انسانی اور شہری حقوق پامال کیے جا رہے ہیں، جب کہ اصل جھگڑا قادیانیوں کے جائز انسانی حقوق کی بحالی کا نہیں، بلکہ ان کے تعین کا ہے، اس لیے کہ قادیانی گروہ اپنی وہ حیثیت تسلیم کرنے کے لیے تیار ہی نہیں جو ملک کے دستور و قانون نے ان کے لیے طے کر رکھی ہے۔ وہ دستور و قانون کو مسترد کرتے ہوئے اپنے لیے غیر مسلم اقلیت کے طور پر نہیں بلکہ ایک اسلامی فرقے کے طور پر حقوق حاصل کرنے کے درپے ہیں جو دستور و قانون یا اخلاق و شریعت کسی بھی حوالے سے درست بات نہیں ہے۔ وہ اپنے سوا کسی کو مسلمان ہی تسلیم نہیں کرتے اور پاکستان کے تمام مسلمان متفقہ طور پر انہیں غیر مسلم قرار دیتے ہیں، تو اس صورت میں مسلمانوں میں شامل ایک گروہ کے طور پر ان کا وجود اور ان کے حقوق آخر کیسے تسلیم کیے جا سکتے ہیں؟

جہاں تک غیر مسلم اقلیت کے طور پر دیگر غیر مسلم اقلیتوں کی طرح شہری اور مذہبی حقوق کا تعلق ہے، ملک کے دینی حلقوں کو ان سے نہ پہلے کبھی انکار رہا ہے اور نہ ہی وہ اس سے اب انکار کر رہے ہیں۔ میں الطاف حسین کو یاد دلانا چاہوں گا کہ مولانا مفتی محمود اور مولانا شاہ احمد نورانی جیسے بزرگ بھٹو مرحوم کے دور میں ایک قادیانی اقلیتی رکن اسمبلی کے ساتھ ایوان میں بیٹھتے رہے ہیں تو آج ان کے پیروکاروں کو قادیانیوں کے جائز حقوق سے انکار کیوں ہوگا؟ الطاف حسین نے اس انٹرویو میں کہا ہے کہ قادیانیوں کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے، علامہ اقبالؒ کے خیالات کے خلاف ہو رہا ہے، مگر میں یہ عرض کروں گا کہ یہ سب کچھ علامہ اقبالؒ کی مرضی اور موقف کے مطابق ہی ہو رہا ہے۔ الطاف حسین سے گزارش ہے کہ وہ قادیانیوں کو علامہ اقبالؒ کے مؤقف پر لے آئیں اور ان سے علامہ اقبال کی تجویز اور مؤقف قبول کرا لیں، میں پوری ذمہ داری کے ساتھ انہیں یقین دلاتا ہوں کہ علامہ اقبالؒ کے مؤقف کے مطابق قادیانیوں کے حقوق کی بحالی اور مکمل احترام کی مہم میں ہم ان کے ساتھ ہوں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

الطاف بھائی، توبہ کیجیے

علی خان

ہمیں ایم کیو ایم کے کئی رہنما اچھے لگتے ہیں۔ ان میں ایک جناب حیدر عباس رضوی بھی ہیں۔ کیا خوب بولتے ہیں۔ متحدہ کے بہت تیزی سے ابھرتے ہوئے رہنما ہیں۔ ان کو نظر نہ لگے کیونکہ متحدہ میں جو بھی تیزی سے ابھرا وہ اس سے زیادہ تیزی سے غروب ہوگیا۔ ایسے کتنے ہی ستارے ٹوٹ کر بکھر گئے۔ جناب الطاف حسین کے ابتدائی ساتھیوں اور ایم کیو ایم کے بانیوں میں سے کتنے رہ گئے؟ زیادہ تر قتل کر دیے گئے یا نکال دیے گئے۔ سامنے کی مثال عامر لیاقت حسین کی ہے جو اپنے نام کے ساتھ ڈاکٹر لگانا پسند کرتے ہیں۔ وہ بھی خوب بولتے تھے اور پھر یہ زعم ہوگیا تھا کہ وہ الطاف حسین سے زیادہ قابل اور ان سے زیادہ اچھا بولتے ہیں۔ اور پھر وہ الطاف بھائی کا فکر و فلسفہ بھلا بیٹھے۔ چنانچہ اب زیادہ تر پاکستان سے باہر رہتے ہیں۔ تاہم حیدر عباس رضوی کو تخصص حاصل ہے۔ لیکن عجیب بات ہے کہ گزشتہ دنوں وہ الطاف حسین کو ''مرد بچہ'' کہنے پر برا مان گئے، نجانے کیوں؟

ہم اب تک یہ سمجھتے آرہے تھے کہ کسی کو مرد بچہ کہنا اس کی تعریف کرنا ہے لیکن رضوی صاحب نے اس کا کچھ اور ہی مطلب نکال لیا، ہوا یوں کہ ایک ٹی وی چینل پر مسلم لیگ (ن) کے رہنما خواجہ آصف نے حوالہ دیا کہ متحدہ کے رہنما وسیم اختر نے بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) امتیاز کے ''انکشافات'' پر ان کو مرد بچہ قرار دیا ہے، الطاف حسین بھی مرد بچہ بنیں اور پاکستان تشریف لے آئیں۔ اس پر رضوی صاحب بھڑک اٹھے اور یہ شبہ ظاہر کیا کہ خواجہ آصف نے الطاف حسین کو نامرد کہا ہے۔ بہر حال ٹی وی چینل پر تو خواجہ آصف نے انہیں مرد بچہ قرار دینے پر معذرت کر لی لیکن ہم اب تک حیران ہیں، ہمارے خیال میں تو انسان کا ہر بچہ مرد بچہ ہی ہوتا ہے۔

الطاف حسین کی مردانگی اور جرأت اظہار میں کوئی شک نہیں۔ اسی لیے تو انھوں نے ایک ٹی وی چینل کو بڑی تفصیل سے انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ مجھ پر تو پہلے بھی کفر کے فتوے لگ چکے ہیں اور اب ایک بار پھر یہ کفر کرنے جا رہا ہوں اور پھر انھوں نے اپنے کیے پر عمل بھی کر دکھایا۔ کافروں، مرتدوں، شاتمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے باغیوں کی کھل کر حمایت کرنا اور ان کی تعظیم کرنا، پھر اپنے کہے سے پھر جانا جرأت ہی کی تو بات ہے۔

الطاف حسین کے نظریات و خیالات تو بدلتے ہی رہتے ہیں کہ یہی ان کی فکر و فلسفہ ہے اور ان کے معتقدین

آنکھیں بند کر کے ان کی پوجا کرتے ہیں۔ الطاف حسین کا کروٹن کے پتوں اور پتھروں پر نمودار ہونا کوئی معمولی بات تو نہ تھی۔ ماننے والے جی جان سے ان کرامات پر ایمان لائے۔ ایک مسجد کے صحن میں لگے پتھر پر الطاف بھائی نمودار ہوئے تو ان کے حامیوں نے صحن کا پتھر ہی اکھاڑ کر الطاف بھائی کے دروازے پر رکھ دیا۔ صحن حرم میں ایک بزرگ نے اچانک نمودار ہو کر الطاف بھائی کو آشیر واد دی اور غائب ہو گئے۔ اب یہ کہانیاں کچھ کم ہو گئی ہیں لیکن آمنا وصدقنا کہنے والے کم نہیں۔ عقیدت بھی عجیب رنگ دکھاتی ہے۔ انتہائی پڑھے لکھے اور تعلیم یافتہ ہندو بھی تو بلا سوچے سمجھے اپنے ہی ہاتھوں سے تراشے گئے بتوں کی پوجا کرتے ہیں اور شجر وحجر کو نفع، نقصان کا باعث قرار دیتے ہیں۔ قادیانیوں میں کیسے کیسے پڑھے لکھے لوگ ہیں۔ ڈاکٹر عبدالسلام تو نوبل انعام یافتہ تھے۔ پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ بھی بڑے ذہین تھے لیکن یہ سب اس پر ایمان رکھتے تھے اور رکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد نبی تھے۔ ان پر وحی نازل ہوتی تھی اور جو انھیں نبی ماننے سے کتراتے ہیں وہ کم از کم مسیح موعود تو قرار دیتے ہی ہیں۔ یعنی حضرت عیسیٰ، جن کو دنیا میں واپس آنا ہے۔ غلام احمد نے کہا اور انھوں نے مانا کہ مسیح دنیا میں واپس آ گئے۔ ویسے تو دجال کو بھی مسیح دجال کہا جاتا ہے۔ انگریز بھی اپنے خود کاشتہ پودے کے اس دعوے سے پریشان ہو گئے تھے کہ وہ مسیح بھی ہے۔ غلام احمد نے بھی اپنے درجات کو رفتہ رفتہ بلند کیا اور اس کی فکر وفلسفہ بھی کروٹیں بدلتی رہی۔

الطاف حسین قادیانیوں کے مبلغ، ہمدرد، سرپرست یا جو کچھ بھی ہیں، وہ ان کے انٹرویو سے ظاہر ہو چکا ہے لیکن یہ مرزا مبشر لقمان کون ہیں؟ کیا ہیں؟ اور قادیانی مسئلہ میں ان کی دلچسپی کا اصل سبب کیا ہے۔ ہمیں نہیں معلوم کہ یہ قادیانی ہیں یا مسلمان۔ لیکن قادیانیوں کو مسلمان قرار دلوانے میں ان کی کاوشیں قابل توجہ ہیں۔ قادیانی مسئلہ پر الطاف حسین سے انٹرویو ''مبشر ڈاٹ کام'' کا پہلا کارنامہ نہیں ہے۔ اس سے پہلے وہ ڈاکٹر اسرار احمد، محمد علی درانی اور نذیر ناجی تک سے اسی موضوع پر انٹرویو کر چکے ہیں۔ چلیے ڈاکٹر اسرار احمد تو بہرحال ایک عالم ہیں لیکن ایک علمی مسئلہ پر محمد علی درانی اور نذیر ناجی سے انٹرویو اور ان کے خیالات نشر کرنے کی کیا حیثیت ہے۔ نذیر ناجی کی جو شہرت ہے وہ سب کے علم میں ہے۔ جب ہوش میں نہیں ہوتے تو کیسی کیسی گالیاں ایجاد کرتے ہیں۔ یہ ریکارڈ پر ہے اور اتفاق سے دی نیوز اخبار کے ایک رپورٹر ہی نے یہ گالیاں ریکارڈ کی ہیں۔ ایسے شخص سے عقیدۂ ختم نبوت پر بات کرنا اور اسے نشر کرنا مسلمانوں کے خلاف سازش نہیں تو اور کیا ہے۔ نذیر ناجی نے اپنے انٹرویو میں قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام کو مسلمان قرار دیا اور حسبِ عادت علماء کو برا بھلا کہا۔ مُلّا مُلّا کہہ کر طنز وتحقیر کرنا آگرہ کے مفتی کے پوتے کی بھی عادت ہے۔ نذیر ناجی کو شکایت تھی کہ نوبل انعام یافتہ ڈاکٹر عبدالسلام کو قادیانی ہونے کی وجہ سے پاکستان میں کام نہیں کرنے دیا گیا لیکن یہ سوگ تو بہت سے مسلمان زعماء کے ساتھ بھی روا رکھا گیا ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق بھارت کے ایٹمی نظام کے خالق ڈاکٹر عبدالکلام بھی پاکستان آئے تھے لیکن پذیرائی نہ ہونے پر واپس چلے گئے۔ مولانا حسرت موہانی پاکستان آئے تو ان کے پیچھے انٹیلی جنس لگا دی گئی۔ پاکستان کا نام دینے

والے چودھری رحمت علی بھی ناراض ہوکر واپس چلے گئے تھے۔ ڈاکٹر عبدالسلام کوئی واحد مثال نہیں۔ پھر نذیر ناجی یہ بھی اچھی طرح جانتے ہیں کہ پاکستان میں کتنے ہی قادیانی اہم مناصب پر کام کرتے رہے اور کر رہے ہیں۔ جنرل پرویز مشرف کی ناک کا بال اور اہم مشیر طارق عزیز کے نام سے تو واقف ہوں گے۔ قادیانی فوج میں اہم مناصب پر رہے۔ صدارتی ترجمان فرحت اللہ بابر کے بارے میں ہمارے پاس معلومات نہیں ہیں۔ پطرس بخاری اور ان کے بھائی زیڈ اے بخاری سے کون واقف نہیں۔ پطرس کے مضامین کورس میں شامل ہیں اور وہ ایک عرصہ تک اقوام متحدہ میں پاکستان کی نمائندگی کرتے رہے۔ ان کے والد پشاور میں قادیانی مبلغ تھے۔ دوسری طرف پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان نے قائداعظم کی نماز جنازہ پڑھنے سے اس بنا پر انکار کر دیا تھا کہ وہ ان کو مسلمان ہی نہیں مانتے تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ یا تو وہ مسلمان نہیں یا میں مسلمان نہیں۔ اور یہ صرف ان کا عقیدہ نہیں بلکہ مرزا غلام احمد نے اپنے پیروکاروں کے سوا تمام مسلمانوں کو مسلمان تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے اور یہ ان کی تحریروں میں موجود ہے۔ الطاف حسین صاحب کو قادیانی مسلمان نہیں مانتے۔ اب شاید کوئی تبدیلی آ گئی ہو، تاہم یہ سوال قابل توجہ ہے کہ مرزا مبشر لقمان قادیانی مسئلہ پر اتنے سرگرم کیوں ہیں اور اپنے مطلب کی باتیں اگلوانے میں کیوں مصروف ہیں۔ ان کے لیے گئے انٹرویوز سے قادیانیوں کی ویب سائٹ خوب فائدہ اٹھا رہی ہے۔ مبشر لقمان اس سے پہلے جس چینل سے وابستہ تھے، وہ چینل ایک اور جھوٹے نبی یوسف کذاب کے خلیفۂ اوّل زید حامد کو بھی پروجیکٹ کر کے اتنا معتبر بنا چکا ہے کہ جو اس کی اصلیت سے واقفیت نہیں وہ اس کو اسلام کا سپاہی اور بڑا دانشور سمجھ بیٹھا ہے۔ کیا مذکورہ چینل نادانستگی میں اسلام کے دشمنوں کو آگے بڑھا رہا ہے؟

اب آیئے الطاف حسین کی طرف۔ موصوف نے پہلے تو قادیانیوں کی عبادت گاہوں کو مسجد قرار دیا اور اعلان کیا کہ اگر وہ برسر اقتدار آ گئے تو ایسا کمپاؤنڈ بنائیں گے جس میں مندر، کلیسا اور احمدیوں کی مسجد ایک جگہ ہو گی۔ وہ نجانے کیوں، یہودیوں کا صومعہ بھول گئے۔ اگر غیر مسلم قادیانیوں، احمدیوں کی عبادت گاہ مسجد کہلائی جا سکتی ہے تو پھر ہندوؤں کی مسجد، عیسائیوں کی مسجد اور یہودیوں کی مسجد کہنے میں کیا ہرج ہے؟ الطاف حسین ایک عالم ہیں لیکن انھیں یہ معلوم نہیں کہ مساجد صرف مسلمانوں کی ہوتی ہیں اور یہ قرآنی اصطلاح ہے۔ یقین نہ آئے تو آگرہ کی مسجد میں رکھے گئے اپنے دادا مفتی رمضان کے فتاویٰ سے رجوع کرلیں، دادا زندہ نہیں لیکن آگرہ میں کوئی تو ان کا جانشین ہوگا، الطاف بھائی کے اپنے فرمودات کے بعد جب بھی ان کے عقائد کے بارے میں سوالات اٹھتے ہیں تو وہ جھٹ یہ دلیل لے آتے ہیں کہ وہ آگرہ کے مفتی کے پوتے ہیں۔ آگرہ کے ایک بزرگ کا کہنا ہے کہ انھوں نے وہاں یہ نام نہیں سنا تھا، لیکن یہ کوئی ضروری نہیں ہے۔

الطاف حسین نے اپنے علم کی تمام حدیں پار کرتے ہوئے انکشاف کیا کہ احمدیوں کا کلمہ ایک، ان کی نماز ایک، انھیں تبلیغ کی اجازت ہونی چاہیے۔ اس حوالے سے قادیانیوں کی ویب سائٹ پر کہا جا رہا ہے کہ احمدیوں کے مخالف یہ کہتے

ہیں کہ احمد جب کلمہ پڑھتے ہیں تو محمد رسول اللہ سے اُن کی مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہوتی ہے۔ الطاف بھائی کہتے ہیں کہ انھوں نے احمدیوں کا لٹریچر خوب پڑھا ہے اور ان کی مجالس میں بھی شرکت کی ہے لیکن مذکورہ ویب سائٹ پر تو کوئی قادیانی ہی یہ اعتراض کر رہا ہے۔ کیا اس نے بھی غلام احمد قادیانی کی کتابیں نہیں پڑھیں۔ اس نے دعویٰ کیا ہے کہ ''میں محمد ہوں، میں احمد ہوں۔ قرآن کریم میں احمد کا لفظ میرے لیے ہی آیا ہے۔'' پھر اگر مسلمان یہ سمجھیں کہ قادیانی کلمہ پڑھتے ہوئے اپنے نبی کا تصور کرتے ہیں تو غلط کیا ہے۔

بنیادی بات یہ ہے کہ دنیا میں جتنے بھی نبی آئے ان کے دور میں ان کی امت نے انہی کا کلمہ پڑھا اور لا الہ الا اللہ کے بعد ان کا نام شامل کیا۔ اب اگر مرزا غلام احمد نبوت کا دعویدار ہے تو اس کے امتی اسی کا کلمہ پڑھیں گے نہ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ مرزا غلام احمد نے کھل کر اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے جو ریکارڈ پر ہے۔ مثلاً اپنی وفات سے صرف تین دن پہلے 23 مئی 1908ء کو ایڈیٹر اخبار عام لاہور کے نام خط میں لکھا: ''میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔ اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیوں کر اس سے انکار کرسکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں۔ اس وقت تک کہ میں اس دنیا سے گزر جاؤں۔'' ایک اور جگہ (5 مارچ 1908ء) لکھتا ہے: ''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں''۔ ان کا خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود اپنی کتاب حقیقۃ النبوت، صفحہ 172 میں لکھتا ہے ''پس شریعت اسلامی نبی کے جو معنی کرتی ہے اس کے معنی سے حضرت صاحب (مرزا غلام احمد) ہرگز مجازی نبی نہیں بلکہ حقیقی نبی ہیں''۔

نبوت کے دعوے کا لازمی نتیجہ ہے کہ جو شخص بھی اس نبوت پر ایمان نہ لائے وہ کافر قرار دیا جائے۔ چنانچہ قادیانیوں نے یہی کیا۔ وہ ان تمام مسلمانوں کو اپنی تحریر و تقریر میں علانیہ کافر قرار دیتے ہیں جو مرزا غلام احمد کو نبی نہیں مانتے مثلاً ''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انھوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔'' (آئینہ صداقت، مصنفہ مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ قادیان، صفحہ 35) قادیانی صاحبزادہ بشیر کی سنیے ''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو مانتا ہے یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا یا محمد کو مانتا ہے مگر ''مسیح موعود'' کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے''۔ مرزا بشیر الدین محمود نے سب جج عدالت گورداسپور میں بیان دیا جو ان کے رسالے الفضل میں 26 تا 29 جون 1922ء میں شائع ہوا'' ہم چونکہ مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں اور غیر احمدی آپ کو نبی نہیں مانتے اس لیے قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق کہ کسی ایک نبی کا انکار بھی کفر ہے غیر احمدی کافر ہیں۔''

غیر احمدیوں کو کافر قرار دینے سے متعلق قادیانیوں کی تحریریں بھری پڑی ہیں۔ الطاف حسین فرماتے ہیں کہ ان کا کلمہ اور ان کی نماز ایک ہے تو اس کے بارے میں بھی سن لیجیے، شاید توبہ کی توفیق ہو جائے۔

21 راگست 1917ء کے اخبار الفضل میں خلیفہ صاحب کی ایک تقریر ''طلباء کو نصائح'' کے عنوان سے شائع

ہوئی تھی جس میں انھوں نے کہا، ہمارا خدا، ہمارا اسلام، ہمارا قرآن، ہماری نماز، ہمارا روزہ غرض ہماری ہر چیز مسلمانوں سے الگ ہے۔ وہ فرماتے ہیں ''ورنہ حضرت مسیح موعود نے تو فرمایا ہے کہ ان کا (یعنی مسلمانوں کا) اسلام اور ہے اور ہمارا اور، ان کا خدا اور ہے اور ہمارا اور، ہمارا حج اور ہے اور ان کا حج اور اسی طرح ان سے ہر بات میں اختلاف ہے''۔ یہ قادیانی اور احمدی تو الطاف حسین کو بھی کافر قرار دیتے ہیں اور وہ ہیں کہ ان کی وکالت فرما رہے ہیں۔ قادیانی خود تسلیم کرر ہے ہیں کہ ان کا خدا، ان کا نبی، ان کا حج سب کچھ عام مسلمانوں سے مختلف ہے اور الطاف حسین فرما رہے ہیں کہ ان کا کلمہ ان کی نماز سب ہمارے جیسی ہے، کیا بات ہے! پتا نہیں کون سا لٹریچر پڑھ رکھا ہے۔ نذیر ناجی جیسے لوگوں کی تو کوئی اہمیت نہیں لیکن الطاف حسین کے خلفاء اور معتقدین فرمائیں کہ ان کا کیا خیال ہے۔ ان کی تحریروں کے مطابق کسی غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھی جاسکتی ہے نہ اس کو لڑکی دی جاسکتی ہے۔ فرمایا ''ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں''۔ الطاف حسین فخر یہ فرماتے ہیں کہ ایک جھوٹے نبی کے خلیفہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کے مرتکب شخص کے آنجہانی ہوجانے پر انھوں نے تعزیتی پیغام بھیجا۔ پیغام میں یقیناً درجات کی بلندی، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام اور لواحقین کے لیے صبر جمیل کی دعا بھی کی ہوگی۔ جو شخص بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتا اور ختم نبوت پر یقین نہیں رکھتا وہ شاتم رسول بھی ہے اس کے لیے تعزیت خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے۔ ایسا شخص بھی شاتم رسول اور کفر کا مرتکب ہے۔ الطاف بھائی فرماتے ہیں کہ احمدیوں کو تبلیغ کی اجازت ہونی چاہیے، ٹھیک ہے، وہ اپنے آپ کو غیر مسلم قرار دے کر تبلیغ کریں۔ لیکن وہ تو خود کو مسلمان قرار دے کر دھوکا دیتے ہیں اور ان کی تبلیغ کے نتیجے میں جو لوگ ان کا مذہب اختیار کرتے ہیں وہ مسلمان بھی نہیں رہتے۔ عیسائی اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے ہیں تو دھوکے سے کام نہیں لیتے۔ الطاف حسین صاحب آپ کس راستے پر جارہے ہیں؟ اور اپنے حامیوں کو کہاں لے جارہے ہیں؟ موصوف نے سب کچھ کہہ کر اعلان فرمایا ہے کہ وہ ختم نبوت پر یقین رکھتے ہیں جس پر ایک ٹی وی چینل سے کچھ علماء کا یہ مشترکہ بیان نشر ہورہا ہے کہ ''الطاف حسین نے بروقت شر پسندوں کے منہ بند کردیئے۔'' اگر واقعی یہ علماء کا بیان ہے تو وہ یہ وضاحت بھی کردیتے کہ شر پسند کون ہیں، قادیانیوں کی عبادت گاہ کو مسجد، ان کے کلمہ اور نماز کو مسلمان کا کلمہ اور نماز قرار دینے والے، ان کو اپنے مذہب کی تبلیغ کی اجازت دینے والے یا ان کفریہ خیالات کی تشہیر کرنے والے؟ شر پسند کون ہیں اور مسلمانوں میں شر پھیلانے والے کون؟

الطاف بھائی مرد بچہ بنیے۔

(مطبوعہ: ''جسارت میگزین'' کراچی 13؍ ستمبر 2009ء)

جناب ارشاد احمد حقانی، راجہ فتح خاں اور تاریخ سے فریب

شکیل عثمانی

وطن عزیز کے سینئر صحافی اور روز نامہ جنگ کے کالم نگار، جناب ارشاد احمد حقانی نے اپنے کالم ''حرفِ تمنا'' مورخہ 27 جون 2009ء میں اپنے دیرینہ کرم فرما راجہ فتح خاں صاحب کا ایک خط بعنوان ''قومی ریاست کا مذہبی ریاست تک سفر'' شائع کیا ہے۔ راجہ صاحب نے اپنے خط میں نظریہ پاکستان، قائداعظم کی 11 اگست 1947ء کی تقریر، سیکولرازم اور 7 رستمبر 1974ء کی آئینی ترمیم (جس کے تحت احمدیوں (قادیانیوں) کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا) سمیت مختلف قومی مسائل پر اظہار خیال کیا ہے۔ جناب ارشاد احمد حقانی کے کالم میں یہ جملہ درج نہیں ہے کہ کالم نگار کا مراسلہ نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں اور یہ خط جناب حقانی نے بغیر کسی تبصرے یا استدراک کے شائع کیا ہے، اس لیے اگر یہ کہا جائے کہ وہ اس کے مندرجات سے متفق ہیں تو غلط نہیں ہوگا۔ اس خط کے بارے میں چند معروضات پیش کی جاتی ہیں۔

اگرچہ راجہ صاحب کا یہ خط غلط بیانیوں اور غلط فہمیوں کا مجموعہ ہے لیکن اس کا سب سے دلچسپ حصہ وہ ہے جس میں انھوں نے فرمایا ہے کہ پاکستانی ریاست نے جماعت احمدیہ (قادیانی جماعت) کو اس کی مرضی کے خلاف غیر مسلم قرار دے دیا۔ راجہ صاحب کے خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اسلامی تاریخ اور علوم اسلامیہ پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ ان سے سوال ہے کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد جب پہلے خلیفۂ راشد حضرت ابوبکر صدیق اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مدعیانِ نبوت اور ان کے پیروکاروں کو مرتد قرار دے کر ان کے خلاف جہاد کا اعلان کیا تھا تو کیا ان کی مرضی معلوم کی تھی کہ ہم آپ کو مرتد قرار دیں یا نہ دیں؟

یہ اہل پاکستان کی خوش قسمتی ہے کہ راجہ فتح خاں صاحب نے علامہ اقبال کو تحریک پاکستان کے ہراول دستے کے قائدین میں شمار کیا ہے۔ راجہ صاحب کی اس فیاضی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں ان کی توجہ علامہ کے اس بیان کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جو جسٹس (ریٹائرڈ) عطاء اللہ سجاد کی روایت (مطبوعہ روزنامہ نوائے وقت، 21 اپریل 1999ء) کے مطابق علامہ نے مرزا غلام احمد قادیانی اور دوسرے احمدی رہنماؤں کی کتابوں کے براہ راست مطالعے کے بعد مئی 1935ء میں ''قادیانی اور راسخ العقیدہ مسلمان'' کے عنوان سے جاری کیا۔ یہاں یہ وضاحت بے محل نہ ہوگی کہ اس سے قبل متعدد وجوہ کی بنا پر علامہ نے بہ امعانِ نظر احمدی تحریک کا مطالعہ نہیں کیا تھا۔ اس بیان میں قادیانیوں اور مسلمانوں کے نزاع پر مختصراً روشنی ڈالنے کے بعد علامہ اقبال نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ جماعت تسلیم کرے۔ علامہ نے اس بیان میں کہا:

''[مسلم معاشرہ] ان تحریکوں کے معاملے میں زیادہ حساس ہے جو اس کی وحدت کے لیے خطرناک ہیں۔ چناں چہ ہر ایسی مذہبی جماعت جو تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہو، لیکن اپنی بناء نئی نبوت پر رکھے اور بہ زَعمِ خود اپنے الہامات پر اعتقاد نہ رکھنے والے تمام مسلمانوں کو کافر سمجھے، [ہر] مسلمان اسے اسلام کی وحدت کے لیے ایک خطرہ تصور کرے گا اور یہ اس لیے کہ اسلامی وحدت ختم نبوت ہی سے استوار ہوتی ہے۔'' (حرف اقبال، ص 104,103)

علامہ اقبال کے اس بیان کی روشنی میں مرزا غلام احمد قادیانی کے دو دعاوی ملاحظہ فرمائیں:

مرزا صاحب نے 23 مئی 1908ء کو اخبار عام لاہور کو مندرجہ ذیل خط لکھا:

''میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیوں کر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دنیا سے گزر جاؤں''۔ (اخبار عام، 26 مئی 1908ء منقول از حقیقت النبوۃ از مرزا محمود احمد، ص 271)

یہ خط 26 مئی 1908ء کے اخبار عام میں شائع ہوا اور اسی دن مرزا صاحب وفات پا گئے گویا یہ ان کا آخری عقیدہ تھا۔ مرزا صاحب نے یہ بھی کہا کہ جو ان کے دعویٰ کو نہ مانے وہ کافر ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا مسلمان نہیں ہے۔'' (تذکرہ، ص 519، طبع چہارم)

مرزا صاحب کے صاحبزادے اور دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود لکھتے ہیں:

''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انھوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا ہو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔'' (آئینہ صداقت، ص 35)

اس سے پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ علامہ اقبال نے اپنے مئی 1935ء کے بیان میں حکومت سے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ جماعت تسلیم کیا جائے۔ یہ بیان 1935ء کے ایکٹ کے تناظر میں جاری کیا گیا تھا، جس کے تحت برصغیر میں عام انتخابات ہونے والے تھے۔ علامہ کے بیان پر پنڈت جواہر لعل نہرو نے ماڈرن ریویو کلکتہ میں تین ناقدانہ مضامین لکھے، جن کے جواب میں علامہ نے جنوری 1936ء میں ''اسلام اینڈ احمد ازم'' کے عنوان سے ایک طویل مضمون لکھا۔ اس مضمون میں انھوں نے قادیانی تحریک کا سیاسی پس منظر بیان کرنے کے علاوہ ختم نبوت کے مذہبی، سیاسی اور عمرانی پہلوؤں کو واضح کرتے ہوئے پنڈت جی کے اعتراضات کا نکتہ بہ نکتہ ایسا جواب دیا کہ موصوف کو خاموش ہونا پڑا۔ علامہ کا یہ طویل مضمون کتابچے کی شکل میں مختلف اداروں اور اسلامی انجمنوں نے انگریزی اور اردو میں لاکھوں کی تعداد میں مفت یا معمولی قیمت پر شائع کیا اور وطن عزیز میں عام دستیاب ہے۔ لطیف احمد خاں شروانی نے اپنی مرتبہ انگریزی کتاب "Speeches, Writings and Statements of Iqbal" اور اس کے اردو ترجمے ''حرفِ اقبال'' میں اس طویل مضمون کے علاوہ علامہ کے قادیانیت پر تمام بیانات اور انٹرویوز کو بھی شامل کر لیا

ہے۔21 جون 1936ء کو علامہ اقبال نے پنڈت نہرو کے نام ایک خط لکھا جسے پنڈت جی نے اپنی کتاب "A Bunch of Old Letters" میں شائع کیا ہے۔علامہ نے لکھا کہ ''اسلام اینڈ احمد ازم'' کے عنوان سے ان کے طویل مضمون کا مقصد یہ واضح کرنا تھا کہ مسلمانوں میں انگریز اقتدار سے وفاداری کے جذبات کیسے پیدا ہوئے اور احمدیت نے ان کے لیے الہامی بنیاد کس طرح فراہم کی؟ اس خط کا یہ جملہ علامہ کے مافی الضمیر کو مکمل طور پر واضح کرتا ہے:

"I have no doubt in my mind that the Ahmadis are traitors both to Islam and to India"

''میرے ذہن میں اس بارے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ احمدی اسلام اور ہندوستان دونوں کے غدار ہیں۔''

اس خط کا انگریزی متن لطیف احمد شروانی کی مذکورہ بالا کتاب میں دیکھا جا سکتا ہے۔اردو ترجمے کے لیے ملاحظہ ہو ''خطوطِ اقبال''، مرتبہ رفیع الدین ہاشمی، ص 258,256۔

7 ستمبر 1974ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے ایک آئینی ترمیم کے ذریعے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ''تحریک پاکستان کے ہراول دستے کے ایک قائد'' علامہ اقبال کے مطالبے کی تکمیل کی۔ممتاز اقبال شناس اور دانش ور پروفیسر فتح محمد ملک 7 ستمبر 1974ء کی آئینی ترمیم کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

''ہماری قومی اسمبلی نے خود کو اسلامی قانون سازی کی خاطر اجماع امت کے حصول کا ذریعہ بنایا تو [قادیانیت] کا سوال امن وامان کی فضا میں اور کھلی بحث وتمحیص کی بدولت حل کر لیا گیا۔ہماری قومی تاریخ کا یہ واقعہ اس حقیقت کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ اقبال کا تصورِ اجماع برحق ہے۔''

(علامہ اقبال کا تصورِ اجتہاد، مرتبین ڈاکٹر ایوب صابر، محمد سہیل عمر، ص 58)

میں شروع میں لکھ چکا ہوں کہ راجہ فتح خاں صاحب کے خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اسلامی تاریخ اور علوم اسلامیہ پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ان کی نظر میں سورہ الاحزاب کی درج ذیل آیت:

''محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔''

اور درج ذیل حدیث ''میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں'' ضرور ہوگی۔گزشتہ چودہ سو سال سے امت مسلمہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کرتی رہی ہے اور درج بالا حدیث کے یہ الفاظ کہ ''میرے بعد کوئی نبی نہیں''، مکمل طور پر وضاحت کر دیتے ہیں کہ بابِ نبوت ہمیشہ کے لیے مسدود ہو چکا ہے۔اگر راجہ فتح خاں صاحب قادیانی نہیں ہیں تو وہ بھی چودہ سو سالہ اجماع امت کے مطابق خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہی کریں گے۔اس کے برعکس جماعت احمدیہ اجرائے نبوت کی قائل ہے۔مرزا غلام احمد قادیانی کے صاحبزادے اور دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود لکھتے ہیں:

''انھوں نے یہ سمجھ لیا کہ خدا کے خزانے ختم ہو گئے......ان کا یہ سمجھنا خدا تعالیٰ کی قدر کو ہی نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے، ورنہ ایک نبی کیا، میں تو کہتا ہوں ہزاروں نبی ہوں گے''۔

(انوارِ خلافت، ص 62، بحوالہ قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ از پروفیسر الیاس برنی، ص 230، ملتان ایڈیشن)

وہ مزید لکھتے ہیں:

''اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے تم یہ کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو میں اسے کہوں گا تو جھوٹا ہے، کذاب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی آسکتے ہیں اور ضرور آسکتے ہیں۔''

(انور خلافت، ص 65، بحوالہ قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ از پروفیسر الیاس برنی، ص 231، ملتان ایڈیشن)

اب راجہ صاحب خود ہی فرمائیں کہ کیا اسلام اور قادیانیت دو متوازی دین نہیں ہیں؟

راجہ فتح خاں صاحب سے ایک اور سوال ہے کہ اگر وہ پاکستان کے انتظامی سربراہ ہوں اور چند لاکھ افراد پر مشتمل ایک گروہ پاکستان آرمی کی وردی پہن کر اپنے آپ کو پاکستان آرمی قرار دے، پاکستان آرمی کی طرح ڈرل کرے، پاکستان آرمی کی طرح ہتھیار رکھے اور پاکستان آرمی کی طرح اپنے عہدے داروں کو جنرل، کرنل، میجر اور کیپٹن کہے تو کیا وہ اس گروہ کے خلاف مناسب کارروائی نہیں کریں گے؟ یہی مناسب کارروائی اس آئینی ترمیم کے ذریعے ہوئی جو پاکستان کی قومی اسمبلی نے 7 ستمبر 1974ء کو منظور کی تھی۔

پاکستان کے قادیانی وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خاں نے سوگواروں میں موجود ہونے کے باوجود قائداعظم کی نماز جنازہ نہیں پڑھی۔ سر ظفر اللہ کے اس طرز عمل کو درست ثابت کرنے کے لیے راجہ فتح خاں صاحب نے مغالطہ دینے کی انتہا کر دی ہے۔ ان کا کہنا ہے:

''ملائیت کے فتوؤں کی وجہ سے دوسرے فرقے قادیانیوں کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے، قادیانی بھی جواباً ان کا جنازہ نہیں پڑھتے۔''

یہاں پہلا مغالطہ یہ ہے کہ قائداعظم نے اپنی کس تحریر یا تقریر میں کہا کہ قادیانیوں کی نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے اور جب کوئی ایسی بات ریکارڈ پر نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو قائداعظم کی نماز جنازہ نہ پڑھنے کا کیا جواز ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ سر ظفر اللہ نے قائداعظم کی نماز جنازہ بانی تحریک احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے صاحبزادے اور دوسرے جانشین مرزا بشیر الدین محمود کے اُن احکامات کے تحت نہیں پڑھی جن میں کہا گیا ہے، چوں کہ غیر احمدی دائرہ اسلام سے خارج ہیں اس لیے کوئی احمدی غیر احمدی کا جنازہ نہیں پڑھ سکتا۔ یہ احکامات ان دونوں رہنماؤں کی کتابوں میں موجود ہیں۔

قائداعظم کی نماز جنازہ نہ پڑھنے کے سلسلے میں سر ظفر اللہ خاں اور جماعت احمدیہ نے مختلف پینترے بدلے۔

منیر انکوائری کمیشن کے سامنے سر ظفر اللہ خاں نے قائداعظم کی نماز جنازہ میں اپنی عدم شرکت کی وضاحت کرتے ہوئے کہا:

''نماز جنازہ کے امام مولانا شبیر احمد عثمانی احمدیوں کو کافر، مرتد اور واجب القتل قرار دے چکے تھے، اس لیے میں اس نماز میں شریک ہونے کا فیصلہ نہ کر سکا جس کی امامت مولانا کر رہے تھے''۔

(فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ ص، 212)

لیکن منیر کمیشن کی تشکیل سے قبل جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے قائداعظم کی نماز جنازہ کیوں نہیں پڑھی تو انھوں نے جواب دیا:

''آپ مجھے کافر حکومت کا مسلمان وزیر سمجھ لیں یا مسلمان حکومت کا کافر ملازم''۔

(روزنامہ زمیندار لاہور، 8 فروری 1950)

جب یہ واقعہ اخبارات میں آیا تو جماعت احمدیہ ربوہ نے اس پر اپنے ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

''جناب چودھری ظفر اللہ خاں صاحب پر ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ آپ نے قائداعظم کا جنازہ نہیں پڑھا۔ تمام دنیا جانتی ہے کہ قائداعظم احمدی نہ تھے لہٰذا جماعت احمدیہ کے کسی فرد کا ان کا جنازہ نہ پڑھنا کوئی قابل اعتراض بات نہیں''۔ (ٹریکٹ نمبر 22 بعنوان ''احراری علماء کی راست گوئی کا نمونہ''، ناشر مہتمم نشرواشاعت نظارۃ دعوت وتبلیغ صدر انجمن احمدیہ، ربوہ)

قادیانی اخبار روزنامہ الفضل نے سر ظفر اللہ کے طرز عمل کا دفاع اس طرح کیا:

''کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ ابوطالب بھی قائداعظم کی طرح مسلمانوں کے بہت بڑے محسن تھے۔ مگر نہ مسلمانوں نے آپ کا جنازہ پڑھا اور نہ رسول اللہ نے''۔ (الفضل، 28 اکتوبر 1952ء)

راجہ فتح خاں صاحب نے ''تاریخ کو مسخ کرنے کی سعی لاحاصل'' کرتے ہوئے ایک اور غلط بیانی یہ کی ہے کہ جماعت احمدیہ نے مطالبہ پاکستان کی علانیہ حمایت کی۔ تاریخ کا عام طالب علم بھی یہ بات جانتا ہے کہ تحریک پاکستان کی حمایت وہ جماعت کر سکتی ہے جو تقسیم ہند کی حامی ہو جب کہ جماعت احمدیہ اکھنڈ بھارت کی حامی تھی۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس سے وہی انکار کر سکتا ہے جو دن کی روشنی میں آنکھیں بند کر لے اور کہے کہ سورج غروب ہو چکا ہے۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے راجہ فتح خاں صاحب کے سیکولر قبیلے کے ممتاز رکن جسٹس محمد منیر کی شہادت پیش کی جاتی ہے۔ 1953ء کے فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ میں جسٹس صاحب لکھتے ہیں:

''جب ملک کی تقسیم سے مسلمانوں کے لیے ایک علیحدہ وطن کی دھندلی تصویر ابھرنے لگی تو احمدی آنے والے واقعات کے متعلق متفکر ہو گئے۔ 1945ء سے 1947ء کے آغاز تک احمدیوں کی بعض تحریروں سے منکشف ہوتا ہے کہ انھیں برطانیہ کے جانشین بننے کی توقع تھی، مگر جب پاکستان کی خیالی تصویر حقیقت کا روپ دھارنے لگی تو انہیں نئی ریاست کے تصور کے ساتھ دائمی ہم آہنگی مشکل محسوس ہونے لگی۔ انھوں نے اپنے آپ کو ایک مخمصے میں پایا ہوگا کیونکہ وہ ایک سیکولر ہندو ریاست، بھارت کا انتخاب نہیں کر سکتے تھے، نہ ہی پاکستان کا، جہاں تفرقے بازی کی حوصلہ افزائی کی توقع نہیں تھی۔ ان کی بعض تحریروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ تقسیم کے مخالف تھے اور اگر تقسیم ہو گئی تو وہ دوبارہ اتحاد کی سعی کریں گے۔'' (ص 196)

اب تاریخی ترتیب سے وہ انٹرویوز پیش کیے جاتے ہیں جو امام جماعت احمدیہ مرزا بشیر الدین محمود نے تقسیم ہند

کے موضوع پر دیے۔ واضح رہے کہ احمدی لٹریچر میں مرزا بشیر الدین محمود کو مرزا محمود احمد بھی لکھا جاتا ہے۔

اپریل 1946ء میں دورہ سندھ سے واپسی پر مرزا محمود احمد نے ڈیلی گزٹ کے نامہ نگار کو مندرجہ ذیل انٹرویو دیا:

سوال: آپ کا پاکستان کے بارے میں کیا خیال ہے؟

جواب: میرا پاکستان ہندوستان تک محدود نہیں ہے، بلکہ یہ تمام دنیا پر محیط ہے اور اگر آپ موجودہ پاکستان کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔ تو میرا خیال ہے کہ سیاست میرے دائرۂ عمل سے باہر ہے۔

(الفضل قادیان، 25 اپریل 1946ء)

امید ہے کہ راجہ صاحب نے مرزا صاحب کا پہلا پینترا ملاحظہ فرما لیا ہوگا۔ اب اُن کا دوسرا پینترا ملاحظہ فرمائیں:

اپریل 1947ء میں مرزا محمود احمد دوبارہ سندھ کے دورے پر گئے۔ واپسی پر ہندوستان ڈیلی گزٹ کے نمائندے لال وانی نے ان کا انٹرویو کیا۔ ایک سوال پاکستان کے بارے میں تھا۔

سوال: کیا پاکستان عملی طور پر ممکن ہے؟

جواب: سیاسی اور معاشی نقطہ نگاہ سے یہ ممکن ہوسکتا ہے۔ تاہم میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ ملک کو تقسیم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ آج کی دنیا میں ترقی کا انحصار اتحاد پر ہے۔ (الفضل قادیان، 12 اپریل 1947ء)

5 / اپریل کو روزنامہ الفضل قادیان نے بڑے مؤثر انداز میں واضح کیا کہ احمدی غیر منقسم ہندوستان پر یقین رکھتے ہیں اور اس کی تقسیم کی مخالفت کرتے ہیں۔ اپنے ایک خواب کی تعبیر بیان کرتے ہوئے امام جماعت احمدیہ نے اپنے پیروکاروں کو نصیحت کی کہ وہ ہندو۔ مسلم اتحاد کے لیے کام کریں تاکہ ہندو۔ مسلم سوال کو ختم کیا جاسکے اور ہندوستان کی تمام قومیں اتحاد سے رہنے کے قابل ہوسکیں۔ اس سے ملک تقسیم کی ابتلا سے بچ جائے گا۔ انھوں نے کہا کہ اگرچہ یہ ایک سخت مشکل کام ہوسکتا ہے، مگر اس کے نتائج شاندار ہوں گے۔ انھوں نے دعویٰ کیا کہ یہ خدا کی مرضی ہے کہ ہندوستان کی تمام اقوام متحد ہوں تاکہ احمدیت وسیع پیمانے پر ترقی کرسکے۔ اپنے اس خواب کا حوالہ دیتے ہوئے جس میں انھوں نے اپنے آپ کو اور مہاتما گاندھی کو ایک بستر پر لیٹے دیکھا تھا، یہ نتیجہ اخذ کیا:

''بہت کم عرصے کے لیے شاید ہندوؤں اور مسلمانوں میں علیحدگی ہو جائے گی، مگر یہ تقسیم خالصتاً عارضی ہوگی اور ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ یہ عارضی تقسیم جلد ہی ختم ہو جائے۔''

مرزا محمود احمد کی یہ نصیحت الفضل میں ''اکھنڈ ہندستان'' کے عنوان سے شائع ہوئی۔ (الفضل قادیان، 5 اپریل 1947ء)

16 مئی 1947ء کو مرزا محمود احمد نے اپنی مجلسِ عرفان میں اپنے پیروکاروں سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

''میں قبل ازیں بتا چکا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے۔ یہ ممکن ہے کہ قوموں میں منافرت کے سبب یہ عارضی طور پر منقسم ہو جائے۔ یہ اور بات ہے کہ ہم ہندستان کی تقسیم پر رضامند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے، اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ کسی نہ کسی طرح جلد متحد ہو جائیں۔'' (الفضل قادیان، 17 مئی 1947ء)

یہ ایک دلچسپ امر ہے کہ قیامِ پاکستان کے بعد بھی مرزا محمود احمد اکھنڈ ہندوستان کے حامی رہے۔ 15 اگست 1947ء کو اپنے پیروکاروں سے خطاب کرتے ہوئے انھوں نے متحدہ ہندستان کی خواہش کا اظہار کیا اور دعا کی:

''خدا امن اور مفاہمت کے ذریعے ایسے حالات پیدا کرے کہ ہم اس ملک کو ایک بار پھر متحد دیکھ سکیں اور اسے اسلام کا ایک مرکز بنا سکیں''۔(الفضل قادیان، 16 اگست 1947ء)

بہر حال مطالبہ پاکستان کے حق میں مرزا محمود احمد کے ایک آدھ بیان کی حیثیت زبانی جمع خرچ (lip service) سے زیادہ نہیں ہے۔

وہ قارئین جو ٹی وی کے بھی ناظرین ہیں۔ راجہ فتح خاں صاحب کو ایک ترقی پسند اور سامراج دشمن دانش ور کی حیثیت سے جانتے ہیں۔ حیرت ہے کہ راجہ صاحب اس جماعت کے وکیل صفائی کا کردار ادا کر رہے ہیں جس کے بانی نے بہ قول علامہ اقبال برطانوی حکومت سے وفاداری کو الہامی سند فراہم کی۔ علامہ کی رائے کی تائید میں مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب ''تریاق القلوب'' کے ضمیمہ نمبر 3 زیرِ عنوان ''حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست'' کا مندرجہ ذیل اقتباس پیش کیا جاتا ہے۔

''میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اوّل درجے کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں کیوں کہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اوّل درجے پر بنا دیا ہے۔ (1) اوّل والد مرحوم کے اثر نے (2) دوم اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے (3) تیسرے خدا تعالیٰ کے الہام نے'' (ص 309، 310)

قرآن مجید کی سورہ النساء کی آیت نمبر 59 کا ترجمہ درج ذیل ہے:

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحبِ امر ہوں''۔

منکم کا ترجمہ ''تم میں سے'' متفق علیہ ترجمہ ہے۔ لیکن مرزا غلام احمد قادیانی اس آیت کی عجیب و غریب تاویل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے ان کے مطیع رہیں۔'' (ضرورۃ الامام، ص 23)

میں راجہ فتح خاں صاحب کو دو نمبر سامراج دشمن (pseudo anti-imperialist) نہیں کہوں گا کیوں کہ وہ جماعت احمدیہ کے وکیلِ صفائی کا کردار اس گٹھ جوڑ کے تحت ادا کر رہے ہیں جو کمیونسٹوں، قادیانیوں، اور لبرلز (liberals) میں ہے۔ اس گٹھ جوڑ کی بنیاد طرزِ فکر اور مفادات کی ہم آہنگی ہے۔ جماعت احمدیہ کو بائیں بازو کے سیاسی رہنماؤں اور دانش وروں میں خاصے ہمدرد مل گئے ہیں۔ افسوس تو یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے پُر جوش وکیلِ صفائی کا کردار ادا کرتے ہوئے راجہ فتح خاں صاحب نے تاریخ سے فریب کیا ہے۔ انہیں جماعت احمدیہ کی وکالت مبارک ہو۔ وہ خود احمدی (قادیانی) ہیں یا نہیں تو باقاعدہ اعلان کریں، منافقت سے کام نہ لیں۔

سہیل احمد قادیانی

چیئرمین فیڈرل بورڈ آف ریونیو 2009ء کا ایم ایم احمد

مولانا محمد الیاس چنیوٹی ایم پی اے (امیر انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ پاکستان)

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ قادیانیوں نے پاکستان کا وجود دل سے کبھی تسلیم نہیں کیا۔ ہر دور میں ان کا کوئی نہ کوئی ایجنٹ پاکستان کی جڑوں میں بیٹھتا رہا۔ یوں تو ہر شعبہ میں یہ پاکستان کو نقصان پہنچانے کے لیے یہودی، انگریزی، امریکن مفادات کے ایجنٹ ہیں لیکن معاشی شعبہ میں انھوں نے ملک کو سب سے زیادہ نقصان پہنچایا اور آج بھی اسی عمل میں مشغول ہیں۔ ایوب خان کے دور میں ایم ایم احمد کی سازشیں آج بھی عیاں ہیں۔ اس نے ہی ایسی معاشی تصویر پیش کی کہ مشرقی پاکستان ایک بوجھ ہے اور اس کی علیحدگی سے مغربی پاکستان میں دودھ اور شہد کی نہریں رواں ہو جائیں گی۔ اس کے ساتھ ساتھ بنگالی بھائیوں کے دلوں میں یہ باور کرایا کہ مغربی پاکستان ان کا معاشی استحصال کر رہا ہے اور کچھ سال بعد ہی پاکستان دولخت ہو گیا۔

معاشی ابتری کا ایسا ہی کھیل آج کل پھر شروع کر دیا گیا ہے۔ اس مقصد کے لیے سہیل احمد کو چیئرمین فیڈرل بورڈ آف ریونیو (FBR) لگایا گیا ہے۔ سہیل احمد کا تعلق بٹالہ کے ککے زئی خاندان سے ہے جو کہ قادیان کے نزدیک واقع ہے۔ پاکستان بننے کے بعد اس خاندان نے قادیانیت کے فروغ میں نمایاں حصہ لیا۔ جس کی وجہ سے 70 کی دہائی میں ان کے گھر پر حملہ بھی ہوا تھا۔ سہیل احمد چند سال پہلے ہیلتھ پنجاب کے جونیئر عہدے پر فائز تھے۔ اس کے بعد کچھ عرصہ یہ سیکرٹری خزانہ پنجاب رہے اور اپنے ہم خیال لوگوں کو نوازتے رہے۔ پھر یہ سیکرٹری پلاننگ پنجاب رہے۔ میاں شہباز شریف کی حکومت آتے ہی انھوں نے اپنے آپ کو چھپالیا اور سٹاف کالج میں لگ گئے۔ میاں شہباز کے دور میں سہیل احمد نے پنجاب میں دی گئی پوسٹنگ کو ٹھکرا دیا اور فیڈرل گورنمنٹ میں ایک جونیئر (ایڈیشنل سیکرٹری) کی پوسٹ پر کام کرنے لگے۔ جہاں سے قادیانی ہاتھوں نے ان کو چیئرمین FBR لگوا دیا ہے۔

کیا وجہ ہے کہ FBR کے سارے افسران میں کوئی بھی اس لائق نہیں تھا کہ اس کو چیئرمین لگایا جائے۔ نہ ہی ٹیکس سروس میں اور نہ ہی کسٹم سروس میں کسی کو اس کا اہل سمجھا گیا اور سہیل احمد قادیانی کو جو کہ DMG سروس کا جونیئر اہلکار

ہے اس کو اس پوسٹ پر لگایا گیا ہے۔ یہ قادیانی ہاتھ کا کرشمہ ہے۔ اب جب کہ سرکاری افسروں کی 22 گریڈ میں پروموشن کا مسئلہ آیا تو اس کو 50 سے زائد افسروں پر ترجیح دے کر 22 گریڈ دے دیا گیا ہے۔

یہاں پہنچتے ہی سہیل احمد IMF کے اجلاسوں میں شریک ہونا شروع ہو گئے اور پاکستان کے مفادات کے خلاف بجلی کی قیمتوں میں اضافہ کا فیصلہ برسلز میں کر آئے۔ اس فیصلہ کا عام لوگوں کی زندگی پر کیا اثر ہوگا؟ یہ ایک خوفناک منظر کا پیش خیمہ ہے۔ بجلی چوری بڑھے گی، عوام معاشی بدحالی کا شکار ہوں گے اور ہماری پیداواری لاگت اور بڑھ جائے گی اور عالمی منڈیوں سے ہم بالکل ہی فارغ ہو جائیں گے۔

ویلیو ایڈڈ ٹیکس پر سہیل احمد بہت زور دے رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ اس سے کئی سو بلین روپے اکٹھے ہو جائیں گے۔ پہلے ہی لوگ ہر قسم کے ٹیکسوں سے تنگ ہیں۔ سیل ٹیکس لگنے کے بعد ویلیو ایڈڈ ٹیکس کا کوئی جواز نہیں۔ غور طلب امر ہے کہ آج جو چھوٹی سے چھوٹی چیز ضروریاتِ روزمرہ کی خرید کریں گے۔ سیل ٹیکس کے علاوہ اب اس پر ویلیو ایڈڈ ٹیکس دینا پڑے گا۔ معاشی بدحالی کے علاوہ ایک افراتفری کا عالم ہوگا۔ ہر دکاندار اور گاہک کی لڑائی ہوگی اور یہی افراتفری اور معاشی بدحالی پاکستان کی دشمن قوتیں چاہتی ہیں۔

اس سارے کام کو سرانجام دینے کے لیے خفیہ طاقتوں نے پھر سے پاکستان اور عالم اسلام کے غداروں کے ایک فرد سہیل احمد قادیانی اور دیگر افراد کا انتخاب کیا ہے۔ FBR میں اتنے بڑے پیمانے پر تبدیلیاں پہلے کبھی نہیں کی گئیں۔ یہ تبدیلیاں آنے والے حالات کا پیش خیمہ ہیں۔

نوٹ: موصوف سہیل احمد کے برادرِ نسبتی ڈاکٹر وسیم احمد تھے جو میو ہسپتال لاہور میں پروفیسر آف سرجری کے عہدے سے ریٹائر ہو کر فوت ہوئے اور ماڈل ٹاؤن کے قادیانی قبرستان میں دفن ہیں۔

علماءِ حق کا ترجمان
المیزان
ناشران و تاجرانِ کتب
دینی، تاریخی، سیاسی، ادبی اور اصلاحی کتابوں کا معیاری ادارہ
دینی مدارس کے طلباء کے لیے وفاق المدارس کا تمام نصاب سب سے زیادہ رعایتی قیمت پر
الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-7122981-7212762

آخری قسط

حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا
رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی ماں

ڈاکٹر محمد یاسین مظہر صدیقی ندوی

☆ چوتھے رضاعت ثویبہ رضی اللہ عنہا سے مستفید ہونے والے حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد مخزومی رضی اللہ عنہ تھے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی برہ بنت عبدالمطلب ہاشمی کے فرزند اور اس رشتہ سے ابولہب ہاشمی کی بہن کے لختِ جگر اور خود ان کے بھانجے تھے، ان کے بارے میں یہ وضاحت سے آتا ہے کہ انھوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کا دودھ پیا تھا۔ کیوں کہ وہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کافی چھوٹے تھے۔

☆ حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کے پانچویں معلوم رضاعی فرزند حضرت عبداللہ بن جحش اسدی رضی اللہ عنہ تھے جو اگرچہ قریشی تھے، تاہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری پھوپھی امیمہ بنت عبدالمطلب ہاشمی کے فرزند اور اسی رشتہ سے ابولہب ہاشمی کے دوسرے بھانجے تھے۔ ان کی رضاعت بھی رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہوئی تھی۔

☆ عمر وزمانے کے لحاظ سے سب کے بعد غالباً حضرت جعفر بن ابی طالب ہاشمی نے حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کا دودھ پیا تھا۔ وہ روایات کے مطابق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب بیس سال چھوٹے تھے۔ لہٰذا ان کی رضاعت ثویبہ رضی اللہ عنہا کا زمانہ 591ء کے قریب ٹھہرتا ہے۔ (بلاذری 1/ 198 کے مطابق 8/ 630 میں غزوہ موتہ میں شہادت کے وقت ان کی عمر چالیس برس کے آس پاس تھی؛ نیز اصابہ 1166؛ اسد الغابہ وغیرہ)

یوں رضاعت ثویبہ رضی اللہ عنہا کے پانچ زمانے/ ادوار بنتے ہیں کہ ان پانچوں فرزندوں نے الگ الگ زمانے میں ان کا دودھ پیا تھا مگر حضرت ابوسفیان مغیرہ بن حارث ہاشمی رضی اللہ عنہ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم عمر اور معاصر دودھ شریک بھی تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ اس طرح حضرت مسروح رضی اللہ عنہ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ قبل وہ بھی اپنی رضاعی ماں کے دودھ سے مستفید ہوئے تھے۔ حضرت جعفر بن ابی طالب ہاشمی کی رضاعت کو شامل کرنے سے چھے مختلف زمانے بن جاتے ہیں۔

امام ابن عبدالبر، امام حلبی وغیرہ کو صرف دو زمانوں، دو مختلف زمانوں (زمانین) میں رضاعتِ ثویبہ رضی اللہ عنہا کے مسئلے نے حیران وششدر کر رکھا تھا جس کی تاویل وتوجیہ کے لیے انھوں نے مختلف روایات پر نقد بھی کیا۔ اب صورت

حال یہ ابھر کر آ رہی ہے کہ وہ پانچ چھے نہ سہی کم از کم چار مختلف زمانوں میں چھے مختلف فرزندوں کو دودھ پلاتی نظر آتی ہیں اور یہ حقیقت بھی ہے ،اس کی زمانی توقیت اور تاریخی تعیین کرنے کے ضمن میں نظر آتا ہے کہ حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا نے 567ء سے 591ء تک مختلف زمانوں میں ان اکابر قریش کی رضاعت کی تھی جو ایک خاصا لمبا عرصہ ہے۔ وہ موجودہ تحقیق کے مطابق لگ بھگ چوبیس ؍پچیس سال کے طویل عرصہ کو محیط ہے، گویا کہ رضاعی ماں کے تمام ایام رضاعت کو لیکن ناممکن نہیں کیوں اس زمانِ دوراں میں ایک کی مختلف اولادیں ہوئی تھیں اور ان کے دودھ میں یہ رضاعی برادر بھی شریک رہے تھے۔ بدقسمتی سے ان کی اولاد میں سوائے حضرت مسروح رضی اللہ عنہ کے کسی اور کا نام محفوظ نہیں رکھا جا سکا۔

حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کی رضاعت کی غالباً اہم ترین جہت یہ ہے کہ انھوں نے چھے چھے اکابر وقت کی رضاعت کی تھی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کو ہی کیوں ان کی رضاعت کے لیے منتخب کیا گیا تھا؟ کیا صرف اس لیے کہ وہ ان رضاعی فرزندوں کے بھائی، چچا یا ماموں کی باندی تھیں؟ یا ہاشمی بھائی، چچا اور ماموں نے اپنی محبت وشفقت میں ان سے اپنے بھتیجوں، بھانجوں اور بھائی کی محبت میں ان کو متعین کیا تھا؟ سوال حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کے منتخب کیے جانے کا ہے؟ کسی اور کو رضاعت کے لیے کیوں نہیں منتخب کیا گیا؟ ابولہب ہاشمی کی باندیوں کی کمی نہ تھی، نہ دوسری خاندانی مستورات کی۔

ان تمام سوالات اور ان جیسے کئی اور سوالات کا جواب ایک ہی سمجھ میں آتا ہے اور وہ ہے حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کی شخصیت اور بہ طور مرضعہ ان کی حیثیت، مکہ مکرمہ میں اور غالباً قریش کے خاندان بنی ہاشم میں وہ ایک مثالی دودھ پلائی سمجھی جاتی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کو مختلف زمانوں میں، ایک خاصے طویل عرصے تک فرزندانِ ہاشمی کی رضاعت کا کام سونپا گیا، ان کے رضاعی فرزندوں کی شخصیات اور ان کے تاریخی پس منظر کو ملحوظ رکھا جائے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی رضاعت کے زمانے میں ہر مرحلہ اور ہر عصر میں ان سے یہ خدمت لی گئی اور نہ صرف لی گئی بلکہ ان ہی کو اس کے لیے منتخب کیا گیا۔

ظاہر ہے کہ حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کے ان تمام ایام رضاعت میں تمام ہاشمی فرزندوں اور دختروں کی رضاعت کا فریضہ وہ انجام نہیں دے سکتی تھیں، اپنی بطنی اور صلبی اولاد کے ساتھ وہ زیادہ سے زیادہ دو، ورنہ صرف ایک ہی کی رضاعت کی خدمت ایک زمانہ رضاعت میں بجا لا سکتی تھیں، یہی وجہ ہے کہ وہ بیک وقت ان میں سے کسی ایک ہی ہاشمی نومولود کی رضاعت کا کام کر سکیں۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعت کے ضمن میں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا نے عارضی مرضعہ کی حیثیت سے یہ خدمت انجام دی تھی، تا آنکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک باقاعدہ اور مستقل مرضعہ کا انتظام ہو جائے جو حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے انتظام رضاعت سنبھال لینے سے ہو گیا۔ دوسرے رضاعی فرزندوں میں سے کئی کا یہی معاملہ لگتا ہے جیسا کہ بعض روایات دعویٰ کرتی نظر آتی ہیں، مثلاً حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بعض روایات یہ کہتی ہیں کہ ان کی رضاعت مستقلہ بھی بنوسعد بن بکر میں ہوئی تھی اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن حارث بن

عبدالمطلب ہاشمی کی اصل مرضعہ تو حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا ہی بتائی جاتی ہیں۔ اس کا امکان ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح آپ کے بعض رضاعی برادروں کی عارضی رضاعت ہی کا شرف حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کو ملا ہو اور انھوں نے چند دنوں کی خدمت کے بعد کسی دوسری مستقل مرضعہ کو یہ خدمت سونپ دی ہو مگر ان روایات میں حضرات حمزہ اور ابوسفیان رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بھی بیان ملتا ہے کہ بنوسعد میں ان کی رضاعت کا معاملہ عارضی تھا۔

دوسری طرف یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان چھے معلوم فرزندانِ رضاعی میں سے کئی کی مستقل رضاعت حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا سے ہی متعلق رہی تھی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اوّلین رضاعی فرزند تھے اور حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کی رضاعت کا پکا ذکر وثبوت ہے۔ بنوسعد بن بکر رضی اللہ عنہ یا حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کی رضاعت مستقل کا ذکر جن روایات میں آتا ہے وہ ذرا مشکوک ومشتبہ سی لگتی ہیں، جس طرح رضاعتِ ثویبہ رضی اللہ عنہا کے ضمن میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد مخزومی رضی اللہ عنہ کی رضاعت ثلاثہ کا اور یعقوبی کی روایت کو شامل کرلیا جائے تو حضرت جعفر بن ابی طالب ہاشمی سمیت حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کی رضاعت اربعہ کا ذکر ملتا ہے۔ اس طرح حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی رضاعتِ نبوی کے ضمن میں نہیں ملتا۔ ورنہ روایت ودرایت دونوں کا تقاضا یہ تھا کہ وہ نبوی رضاعتِ حلیمہ رضی اللہ عنہا کے ضمن میں ان کی دوسری رضاعتوں کا بھی ذکر کرتے۔ اس کے ساتھ ساتھ حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ کی کسی دوسری مرضعہ سے رضاعت کا کوئی حوالہ یا ذکر نہیں ملتا۔ ابھی تک حضرت جعفر رضی اللہ عنہ بن ابی طالب ہاشمی کی رضاعت کے بارے میں صرف اسی رضاعتِ ثویبہ رضی اللہ عنہا کا قطعی ذکر مل سکا ہے۔ یہی صورت حال حضرت عبداللہ بن جحش اسدی رضی اللہ عنہ کی رضاعت کے بارے میں نظر آتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعض ہاشمی اور مکی فرزندوں کی مستقل رضاعت کا کام حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا نے ہی انجام دیا تھا۔ پھر ان کو محض عارضی اور متبادل مرضعہ کی حیثیت دینے سے عربوں کی جاہلی اور اسلامی سماجی ریت اور ان کے مستقل واقعات وروایات بھی مانع ہیں۔ کسی ایک ماں نے کبھی ضرورت کے وقت کسی دودھ پیتے بچے کو ضرور ایک آدھ بار دودھ پلا کر عارضی مرضعہ کی حیثیت پالی تھی جیسا کہ حضرت ام الفضل زوجہ حضرت عباس بن عبدالمطلب ہاشمی وغیرہ کے بارے میں بعض روایات بتاتی اور ثابت کرتی ہیں یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض دوسری مرضعات کے بارے میں آتا ہے کہ انھوں نے کبھی کبھار یہ خدمت انجام دی تھی۔ دوسری مثالیں بھی ہیں لیکن حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا ان عارضی مرضعات میں سے نہ تھیں، وہ مکہ مکرمہ کی ایک مسلمہ، محترمہ اور مستقلہ مرضعہ/ رضاعی ماں تھیں۔

حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کا اسم گرامی...... معنی ومفہوم:

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اوّلین رضاعی ماں حضرت ثویبہ اسلمیہ رضی اللہ عنہا کا اسم گرامی بے مثال وبے نظیر ہے، عرب تراجم اور سیرت وتاریخ میں ان کے نام کی دوسری کوئی مثال نہیں ملتی، یہ خاصی حیرت انگیز اور اہم حقیقت ہے، اس سے زیادہ حیرت ناک واقعہ یہ ہے کہ حضرت ثویبہ کے بعد بھی پوری اسلامی کلاسیکی تاریخ میں یہ نام کسی کا نہیں ملتا۔ یہ موضوع بھی تحقیق طلب ہے اور محققین سیرت وتاریخ کی توجہ چاہتا ہے، دوسرا اہم معاملہ یہ ہے کہ اس اسم گرامی کے معنی کیا

ہیں؟ شارحین حدیث اور امامانِ سیرت نے اس موضوع پر کوئی خاص تحقیق کی ہے، نہ اس کا معنی ومفہوم واضح کیا ہے۔

حدیث بخاری: 5101۔ اور اس کے چار اطراف: 5106، 5107، 5123 اور 5372 میں سے چار احادیث نبوی میں حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کا ذکر خیر زبان رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے واضح طور سے ملتا ہے، صرف ایک طرف حدیث: 5123 میں ان کے اسم گرامی کا ذکر نہیں۔ البتہ ان کی رضاعت نبوی کا مضمر حوالہ دیا گیا ہے، شارح گرامی حافظ ابن حجرؒ نے اوّلین واصل حدیث: 5101 میں جو تشریح کی ہے اس کے چند نکات درج ذیل ہیں:

(1) قولہ: (ثویبة) بمثلثة وموحدة مصغر کانت مولاة لابی لھب بن عبدالمطلب عم النبی کما سیاتی فی الحدیث یعنی فرمان نبوی کا ذکر کردہ لفظ ثویبہ ث اور ہ کے ساتھ تصغیر کا اسم ہے، وہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابولہب بن عبدالمطلب کی مولاۃ تھیں جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔

(2) قولہ (وثویبة مولاة لابی لھب) کی شرح میں حافظ موصوف نے ان کے اسلام اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے بعد کے سماجی روابط کا ذکر کیا ہے جو اصل مقالہ میں بیان ہو چکا۔

(3) اسی طرح بعد کے دو مزید نکات وتشریحات میں ان کی رضاعت سے قبل یا بعد رضاعت سے بحث مختصر ہے اور ثویبہ کے ثواب واجر میں ابولہب کی دوشنبہ کو اخروی راحت کا بیان ہے۔

(4) باقی اطراف حدیث میں حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا سے متعلق کوئی تشریح نہیں ہے، سوائے آخری طرف کے جس میں ان کے عشق، آزادی اور مولاۃ ہونے کی تشریح ہے مگر ان کے نام نامی کے معنی ومفہوم پر کوئی بحث نہیں ہے۔

محدثین کرام اور شارحین عظام کی حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کے اسم گرامی کے معنی ومفہوم کے متعلق خاموشی نے بعد کے اہل علم اور ان سے زیادہ ہم کم علموں کے لیے مشکل کھڑی کر دی اور اس مشکل کے حل کی تلاش نے قیاس کا دروازہ کھول دیا، اسی تلاشِ حقیقت نے لغات کی طرف متوجہ کیا اور بالآخر لسان العرب میں اس کا ایک معقول حل نظر آ گیا، اس تحقیق کی تاخیر کی وجہ یہ بھی ہے اور ہو سکتی ہے کہ بالعموم متلاشیانِ حق نے ''ثوب'' کے مادے میں اسے تلاش کیا ہوگا کیوں کہ بہ ظاہر وہ اسی کی تصغیر کا مونث نظر آتا ہے: ثوب سے ثویب اور اس کی تانیث ثویبة۔

اصلاً وہ ''الثبة'' سے ہے جس کے معنی لوگوں کی جماعت بتائے ہیں اور ثبة کی جمع ثبی ہے، پھر ابن منظور نے اس کی اصل میں لغت کے اختلاف کا ذکر کیا ہے کہ بعض کے نزدیک وہ تاب کے معنی میں ہے یعنی لوٹنے اور رجوع کے معنی میں اور اس کی اصل ''ثوبة'' ہے، جب الثاء کو ضمہ لگایا گیا تو واو کو حذف کر دیا گیا اور وہ ثبة بن گیا اور اسی کی تصغیر ثوبیة ہے، اسی سے ''ثبة الحوض'' کی ترکیب اخذ کی گئی ہے، جس کے معنی ہیں حوض کا درمیان/وسط کا حصہ جس میں باقی پانی لوٹ آتا ہے/جمع ہو جاتا ہے۔

امام ابن منظور نے اس کے بعد آیت قرآنی: فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِانْفِرُوْا جَمِيْعاً (سورۃ النساء، 71) (پھر کوچ کرو جدا جدا فوج یا سب اکٹھے (شاہ عبدالقادر دہلوی)۔ بہ طور استشہاد نقل کر کے اس کے معانی کے بارے میں اقوال علماء نقل کیے

ہیں، روایت ہے کہ محمد بن سلام نے حضرت یونسؒ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے جواب میں فرمایا: ثبة و ثبات'' یعنی فرقہ فرقہ یا فرقوں میں، شاعر زہیر کا ایک شعر نقل کیا ہے جس کے اولین مصرعہ میں زیر بحث لفظ آیا ہے:

وقد أغدو على ثبة كرام

نشاوى واجدين لما نشاء

کچھ دوسرے اقوال کے بعد پھر لکھا ہے کہ دوسروں کے مطابق ''الثبة'' اسماء ناقصہ میں سے ہے، وہ اصل میں ثبية ہے، اس قول میں لام الفعل ساقط ہوگا جب کہ قول اول عین الفعل ساقط ہوگا، جن اہل علم نے ''ثبية'' کو اصل قرار دیا ہے وہ آدمی کی تعریف و تحسین سے ماخوذ ہوگا جو اس کی زندگی میں کی جائے اور اس کی تاویل ہوگی: اس کے تمام محاسن، بہر حال ''الثبة'' کے معنی ہیں: جماعت اور ثاب القوم کا مفہوم ہے، لوگ متواتر آئے، وہ واحد کے لیے نہیں کہا جاتا۔

خاکسار راقم کی تعبیر و تشریح میں کوئی نقص یا غلطی راہ پاگئی ہو اس کے تدارک کے لیے اصل عبارت نقل ہے:

''والثبة : الجماعة من الناس ومن هذا و تجمع ثبة ثبى ، وقد اختلف اهل اللغة في اصلها : فقال بعضهم : هي من تاب اى عاد و رجع وكان اصلها ثوبة ، فلما ضمت الثاء حذفت الواو وتصغير ها

ثويبة ، ومن هذا اخذ ثبة الحوض و هو وسطه الذى يثوب اليه بقية الماء ، وقوله عزو جل :

فانفروا ثبات او انفروا جميعاً ، وروى ان محمد بن سلام سأل يونس عن قوله عزوجل: فانفروا ثبات او انفروا جميعاً ، قال: ثبةٌ و ثُباتٌ اى فرقةٌ ، وقال زهير :

وقد أغدو على ثبة كرام

نشاوى واجدين لما نشاء

وقال آخرون: الثبة من الاسماء الناقصة، وهو في الاصل: ثبية فالساقط لام الفعل في هذا القول واما في القول الاول فالساقط عين الفعل، ومن جعل الاصل ثبيةً فهو من تثبيت على الرجل اذا اَثنيت عليه في حياتة وتاويله جميع محاسنه، وانما الثبة الجماعة وثاب القوم: اتوا متواترين ولا يقال للواحد''۔

(ابن منظور، لسان العرب، دار صادر، بیروت، 955ء، 1/144، مادہ ثبۃ)

امام لغت نے حضرت ثویبہؓ کا حوالہ اس ضمن میں نہیں دیا جو بہت حیرت انگیز ہے ورنہ وہ کلامِ نبوی اور تاریخی اسماء کا ذکر ضرور کرتے۔

اس مفصل لغوی تحقیق سے حضرت ثویبہؓ کے اسم گرامی کے بارے میں بعض وضاحتیں کی جاسکتی ہیں اور اس کے لغوی معنی اور اصطلاحی مفہوم کی تعیین بھی کسی قدر کی جاسکتی ہے، خاکسار کی توجیہات بہ شکل نکات درج ذیل ہیں:

(1) لغت سے بہر حال ثویبۃ ایک اسم ثابت ہوتا، خواہ وہ اسمائے کاملہ میں سے ہو، اپنی اصل ثوبۃ کی بنا پر یا اسمائے ناقصہ میں ہو، اپنی اصل مختلف ثبیۃ کی بنا پر، بہر حال وہ ان دو میں سے کسی کی تصغیر ہے۔

(2) دو اصلوں کے سبب اس نام کے معنی مختلف ہوں گے۔

اصل اول کے مطابق معنی ہوں گے: حوض کا وہ چھوٹا وسطی حصہ جس میں باقی پانی لوٹ آتا ہے۔ اصل دوم کے مطابق معنی ہوں: تمام محاسن کی حامل خاتون مکرم۔ اس کے بلکہ دونوں کا ہم معنی مفہوم یہ ہوگا کہ وہ چھوٹا سا وسط حوض جس کے پاس لوگ متواتر آتے ہیں۔

ان تمام لغوی معانی کا اطلاق حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا پر کیا جا سکتا ہے اور شاید کیا بھی گیا تھا جس کی بنا پر ان کا یہ نام نامی پڑا، وہ رضاعت کے دودھ کا ایسا چھوٹا حوض تھیں جس کے پاس لوگ متواتر آتے تھے جیسا کہ حضرت حمزہ بن عبدالمطلب ہاشمی رضی اللہ عنہ سے لے کر رضاعی فرزند حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا سے لے کر آخری فرزند رضاعی حضرت جعفر بن ابی طالب ہاشمی رضی اللہ عنہ تک اکابر قریش و بنو ہاشم کے عظیم ترین فرزندان کرام متواتر ان کی رضاعت کے دودھ سے فیض یاب ہوتے رہے، اس طرح حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا کی ذات گرامی فیض یابی کا حوض ہی نہیں بلکہ اس کا آخری حصۂ قلب تھا جہاں تمام دودھ جمع رہتا ہے دوسر معنی کے لحاظ سے وہ تمام محاسن ستودہ وخصائل حمیدہ کی پیکر تھیں اور ان کی حیات بابرکات میں ان کی تعریف وتحسین کی گئی تھیں، وہ اگر ایسی ہی پیکر جملہ محاسن نہ ہوتیں تو ان کے اتنے رضاعی فرزند ہوتے اور ایسے ایسے فرزند کہ تمام عمر ان کی تحسین کرتے رہے، لہٰذا ثویبہ کے لغوی اور اصطلاحی معنی ومفہوم ہے: ''فیض کا مرکز جامع اور جملہ محاسن کا پیکر'' اور حضرت ثویبہ رضی اللہ عنہا سچ مچ ایسی ہی تھیں۔

(مطبوعہ: ''معارف'' اعظم گڑھ [انڈیا]۔ اگست، نومبر 2007ء)

☆☆☆

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

جنابِ خاتم المعصومین صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور

ڈاکٹر محمد عمر فاروق

نبی اکرم، رسولِ اعظم، امامِ خاتم
کہاں ہے جرأت یہ مجھ میں اتنی
کہ تیری ذاتِ عظیم تر کے، دمکتے جوہروں سے
میں صفحۂ قرطاس کو سجاؤں
میں حقیر ذرہ......تُو ماہِ تاباں
میں بے ہنر ہوں......تُو علم وحکمت کا اک سمندر
میں بے بصر ہوں،
بصیرتوں کے اُفق پہ تُو ہی شعور وفکر ونظر کے سورج اُجالتا ہے
میں داغِ عصیاں،
تُو ہر خطا ولغزش سے ماورا ہے
میں شرم وذِلت
تُو شرف وعزت
میں خزاں رُتوں کا اُجاڑ موسم
تُو خود حوالہ ہے فصلِ گُل کا
میں ریگ زاروں کا اک بگولہ
تُو ابرِ رحمت کا سائباں ہے

اے میرے آقا، کریم آقا
نہ اَوجِ دارا وخسروی کی، مجھے طلب ہے، نہ آرزو ہے
اے میرے مولیٰ
یہ اک تمنا ہے، آرزو ہے
کہ روزِ داور تو رب سے کہہ دے:
''نہ خطائیں اس کی شمار کرنا
کہ دشتِ دنیا کی بے کسی میں، یہ میری رحمت کی آس لے کر
سراب راہوں میں کھو گیا تھا''

☆☆☆

حضرت سید ابوذر بخاریؒ کے ایک مصرع پر موجودہ حالات کے حوالے سے طبع آزمائی

''سرود و رقص و وجد ہے نشاط ہے خمار ہے''

پروفیسر خالد شبیر احمد

خزاں چمن پہ چھا گئی بہار اشکبار ہے
ادھر بھی انتشار ہے اُدھر بھی انتشار ہے

وہ پھول وادیاں زمیں میں دب کے رہ گئیں
بشر بشر الم زدہ ہے شہر سوگوار ہے

زمیں سروں پہ اوڑھ کے گلاب چہرے سو گئے
نصیب ، شہرِ فکر میں سکوں ہے نہ قرار ہے

قدم قدم پہ کربلا ادھر لہو اُدھر لہو
برس پڑا فلک سے خوں ، زمین خوں فشار ہے

بشر ہوس کے دشت میں ہوا ہے گم کچھ اس طرح
سوا ، شراب کے نشے سے حرص کا خمار ہے

یہ کیا تغیرات ہیں ، یہ کیا ہوا ، یہ کیوں ہوا
ہیں دشت و کوہ غم زدہ اداس آبشار ہے

یہ کیا زوالِ زیست ہے ، سوچتا ہے کون یہ
کہ آدمی کا آدمی ہی کس لیے شکار ہے

مصیبتیں میرے لیے اور حکمراں کے واسطے
''سرود و رقص و وجد ہے نشاط ہے خمار ہے''

نہ جب تلک حکومتِ الٰہیہ کا ہو قیام
نہ امن ہو گا سرخرو پیام کردگار ہے

وہ عہد کیا ہوا کہ تھا جو دین کے نفاذ کا
ہے کون اس پہ مضطرب تو کون شرمسار ہے؟

کوئی مانے یا نہ مانے پر حقیقت ہے یہی
سب آفتوں کی ذمہ دار حزبِ اقتدار ہے

ہیں آدمی کی آدمی پہ جب تلک حکومتیں
نئے نئے ہیں مسئلے ستم ہے ، انتشار ہے

نہ ولولہ، نہ شوق ہے، نہ جذب ہے ، نہ ہے جنوں
کہ اب نوائے درد بھی فغاں کے ہمکنار ہے

ملا ہے دیں سے دوریوں کا خالدؔ ہم کو یہ صلہ
نفاق و افتراق ہے شدید خلفشار ہے

☆☆☆

نصب العین

شورش کاشمیریؒ

خروشِ نعرۂ پیکار لے کے آیا ہوں　　حکایتِ رسن و دار لے کے آیا ہوں
کھِلا رہا ہوں ، نئے پھول لالہ زاروں میں　　قلم کی شوخیٔ گفتار لے کے آیا ہوں
تمام عمر کا حاصل ہے ایک آہِ رسا　　تمام عمر کے افکار لے کے آیا ہوں
مرے قلم میں ادیبوں کی آب و تاب کہاں　　متاعِ دیدۂ خونبار لے کے آیا ہوں
نچوڑ لایا ہوں ، رجعت کی شاہ رگ سے لہو　　نئی حیات کی اقدار لے کے آیا ہوں
حیات و موت کی سنگین شاہراہوں میں　　غرورِ جادۂ ایثار لے کے آیا ہوں

چٹان کیا ہے ؟ صداقت کا آبگینہ ہے
علیل وقت کے دھارے پہ اک سفینہ ہے

ہزار بار زمانے کے سرد طاقوں پر　　چراغ خونِ جگر سے جلائے ہیں میں نے
دیا ہے وقت کے چہرے کو اذنِ رعنائی　　سیاسیات کے ایواں سجائے ہیں میں نے
کیا ہے نظم عزیزوں کی سرد مہری کو　　کچھ اَن کہے سے فسانے سنائے ہیں میں نے
بہت قریب سے دیکھا ہے رہنماؤں کو　　بہت قریب سے کچھ ''راز'' پائے ہیں میں نے
کہوں! تو گردشِ لیل و نہار رُک جائے　　وہ ''راز'' جن سے کئی زخم کھائے ہیں میں نے
فقیہہ شہر کی آلودہ دامنی کی قسم　　نقاب خانقہی بھی اٹھائے ہیں میں نے

چٹان ! وقت کی آواز لے کے آیا ہے
نیا افق، نئی پرواز لے کے آیا ہے

(''ہفت روزہ ''چٹان'' لاہور، یکم جنوری 1949ء، پہلا شمارہ)

بہ شکریہ جناب عبداللطیف الفت (اسلام آباد)

آغا شورش کاشمیری: ایک عہد ساز شخصیت

مولانا مشتاق احمد چنیوٹی (مدرس جامعہ عربیہ چنیوٹ)

آغا شورش کاشمیری ایک مجموعۂ صفات شخصیت تھے۔ صحافت، شعر وادب، خطابت وسیاست ان چاروں شعبوں کے وہ شہسوار تھے۔ اشعار وادبی تراکیب کا استعمال وہ اس طرح کرتے تھے کہ انگوٹھی میں نگینہ جڑتے محسوس ہوتا تھا۔ فصیح و بلیغ اتنے کہ ان کے متعلق کہا جا سکتا ہے:

تم نے جادوگر اسے کیوں کہہ دیا
دہلوی ہے داغ ، بنگالی نہیں

آغا شورش نے ایک متوسط گھرانہ میں جنم لیا اور بمشکل میٹرک تک تعلیم حاصل کی۔ زمانہ تعلیم میں روزنامہ ''زمیندار'' پڑھنے کا معمول تھا۔ جس کے نتیجہ میں ان کا ادبی ذوق پختہ ہوگیا اور وہ مولانا ظفر علی خان مرحوم کے گرویدہ ہوگئے۔ صحافت اور ادب میں ان کا رنگ اختیار کیا۔ مولانا ظفر علی خان کی طرح آغا شورش بھی بدیہہ گوئی اور سیاسی نظمیں کہنے میں اتارو تھے۔ انھوں نے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولانا ابوالکلام آزادؒ سے بھی کسبِ فیض کیا۔ خطابت میں وہ ان تینوں بزرگوں کا رنگ رکھتے تھے۔ ایک خطیب میں جن اوصاف کا ہونا ضروری ہے وہ ان میں بدرجۂ اتم موجود تھے۔ وہ ان خطیبوں میں سے ایک تھے جن کی خطابت لوک داستانوں کی حیثیت اختیار کر گئی ہے۔ لوگ آج بھی آغا شورش کی خطابت کا تذکرہ کرتے اور سر دھنتے نظر آتے ہیں۔

آغا شورش نے اپنی عملی زندگی کا آغاز مجلس احرار اسلام میں شمولیت سے کیا اور تقریباً پندرہ سال کی عمر میں قلعہ کہنہ قاسم باغ ملتان میں مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے انگریز کے خلاف ایک زبردست تقریر کی جس کے نتیجے میں انھیں پولیس کے بے پناہ تشدد کا نشانہ بننا پڑا لیکن ان کا یہ ذوقِ جنوں پختہ تر ہوتا چلا گیا۔

یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

انگریزی دورِ حکومت میں تحریکِ آزادی میں حصہ لینے کے جرم میں انھیں مجموعی طور پر دس سال قید و بند کا سامنا کرنا پڑا۔ انھوں نے اپنی قربانیوں کا تذکرہ درج ذیل اشعار میں کیا ہے۔

جب سیاست میں قدم رکھا تھا　　ہم نے اس وقت سیاست کا صلہ آہنی زنجیریں تھیں
خان زادوں کے لیے دار و رسن قائم تھے　　سرفروشوں کے لیے مفت کی جاگیریں تھیں

بے گناہوں کا لہو عام تھا بازاروں میں　　　خونِ احرار میں ڈوبی ہوئی شمشیریں تھیں
رہنماؤں کے لیے حکمِ زباں بندی تھا　　　جرم بے جرم کی پاداش میں تعزیریں تھیں
جانشینانِ کلایو تھے خداوندِ مجاز　　　سرِّ توحید کی برطانوی تفسیریں تھیں
حیف اب وقت کے غدار بھی رستم ٹھہرے　　　اور زنداں کے سزاوار فقط ہم ٹھہرے

آغا شورش نے جنوری 1949ء میں ہفت روزہ ''چٹان'' کا اجراء کیا اور اسے بامِ عروج تک پہنچایا۔ ''چٹان'' ایک زمانہ میں مقبولِ عام پرچہ تھا اور لوگ اسے سیل پوائنٹ سے قطار میں لگ کر حاصل کیا کرتے تھے۔ حالاتِ حاضرہ کا تجزیہ قلم قتلے، تازہ نظم و غزل، کتابوں پر تبصرہ، مختلف قلمی ناموں سے ادبی کالم آغا شورش خود لکھتے تھے۔ ان کے علاوہ بھی کئی مضامین ان کے قلم سے نکلتے رہتے تھے۔ تحریر و تقریر کے ذریعے غلط کار حکمرانوں، سیاست دانوں کو ٹوکنا، جعلی علماء اور پیروں کا محاسبہ کرنا، قادیانیت کا سیاسی تعاقب کرنا اور ان کی سازشوں کو بے نقاب کرنا ان کا دمِ آخر تک معمول رہا۔ اس حق گوئی کے نتیجے میں انھیں وقتاً فوقتاً جیل کا سامنا کرنا پڑا۔ صدر ایوب جیسے آمر کو انھوں نے 45 دن کی بھوک ہڑتال کر کے ہلا دیا۔ آمر حکومت آخر کار ان کے سامنے جھکنے اور انھیں رہا کرنے پر مجبور ہوگئی۔ ''چٹان'' کا ڈیکلریشن کئی بار منسوخ کیا گیا لیکن انھوں نے کبھی نفع نقصان کی پروا نہیں کی۔

صدر ایوب کے دور کے خاتمہ پر انھوں نے ایک ''ساقی نامہ'' لکھا۔ جو ہر آمر کے سیاہ دور کی روئداد ہے۔ چند اشعار ملاحظہ فرمائیں:

خبر آ گئی راج دھاری گئے　　　تماشا دکھا کر مداری گئے
شہنشہ گیا، نورتن بھی گئے　　　مصاحب اٹھے، ہم سخن بھی گئے
سیاست کو زیر و زبر کر گئے　　　اندھیرے اجالے سفر کر گئے
بری چیز تھے یا بھلی چیز تھے　　　معمہ تھے لیکن بڑی چیز تھے
کئی جانِ عالم کا مرکب بھی تھے　　　کئی ان میں اولادِ مرحب بھی تھے
کئی نغز گوئی کا سامان تھے　　　کئی میر صاحب کا دیوان تھے
انھیں فخر تھا ہم خداوند ہیں　　　تناور درختوں کے فرزند ہیں
یکے بعد دیگر اتارے گئے　　　اڑنگا لگا ہے تو مارے گئے
وزارت ملی تو خدا ہو گئے　　　ارے! مغبچے پارسا ہو گئے
یہاں دس برس تک عجب دور تھا　　　کہ اس مملکت کا خدا اور تھا

آغا شورش نے عالمی حالات کی تبدیلی میں سامراجی کردار کا بھی خوب تجزیہ کیا ہے۔ ان کی نظمیں قاری کو سوچنے پر مجبور کر دیتی ہیں۔ وہ ''چچا سام'' میں لکھتے ہیں:

اس کرۂ ارضی پہ علم تیرا گڑا
اور نام بڑا ہے
لیکن تری دانش ہے سیاست میں ابھی خام
افسوس چچا سام
ویتنام ترے طرفہ نوادر میں ہے شہ کار
گو اس کو پڑی مار
کچھ اور بھی کمزور ممالک ہیں تہ دام
افسوس چچا سام
دولت تری مشرق کے لیے خنجر قاتل
اقوام ہیں بسمل
ڈالر ترا ڈالر نہیں دشنام ہے دشنام
افسوس چچا سام

آغا شورش کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ 1965ء کی جنگ کے دوران انھوں نے اعلیٰ معیار کے بیسیوں جہادی ترانے تحریر کیے جو کہ ریڈیو پاکستان سے نشر ہو کر افواج پاکستان کے حوصلے بلند کرتے رہے۔ ان ترانوں اور نظموں کا مجموعہ بعد میں ''الجہاد والجہاد'' کے نام سے شائع ہوا۔

آغا شورش کاشمیری صحافت وسیاست میں بے ضمیر اور خوشامدی ٹولہ سے بہت بیزار رہتے تھے۔ اس گروہ کو وہ طنزاً ''انجمن ستائش باہمی'' کے نام سے پکارتے تھے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ اس ''انجمن ستائش باہمی'' کے ارکان نے آغا شورش سے خوفناک انتقام لیا ہے۔ ادب وصحافت کی تاریخ کی کتابیں آغا شورش کے تذکرہ سے اسی طرح خالی ہیں جس طرح خوشامدی ''ضمیر'' سے خالی ہوتے ہیں۔

آغا شورش نے قادیانیت کے خلاف محاذ سنبھالا اور قادیانیوں کی سیاسی سازشوں کا وہ تن تنہا 1935ء سے 1974ء تک قلع قمع کرنے میں مصروف رہے۔ کبھی وہ حکمرانوں کو متوجہ کرتے تھے تو کبھی تحریر وتقریر کے ذریعے عوام الناس کو بیدار کرتے تھے۔ وہ مولانا محمد علی جالندھریؒ کے ہم عصر اور بعض حوالوں سے ان سے سینئر تھے۔ انھوں نے جس خوبصورت انداز میں مولانا جالندھری کو قادیانی اندازِ ارتداد کی طرف متوجہ کیا وہ انہی کا حصہ تھا۔

آغا شورش نے اگرچہ ایک مخصوص پس منظر میں پاکستانی سیاست کے ''اُس بازار'' کی منظر کشی کی تھی لیکن وہ منظر کشی آج کے دور میں زیادہ واضح صورت میں منطبق ہوتی ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

کچھ ایرے ہیں کچھ غیرے ہیں — کچھ نتھو ہیں کچھ خیرے ہیں
کچھ جھوٹے ہیں کچھ سچے ہیں — کچھ بڈھے ہیں کچھ بچے ہیں
کچھ گونگے ہیں کچھ بہرے ہیں — کچھ ہلکے ہیں کچھ گہرے ہیں
کچھ مٹھے ہیں کچھ کھٹے ہیں — کچھ اینٹیں ہیں کچھ بٹھے ہیں
کچھ دارا ہیں کچھ اسکندر ہیں — کچھ روٹی توڑ قلندر ہیں
کچھ کھی کا حاصل مصدر ہیں — کچھ ابتر سے بھی بدتر ہیں
کچھ فتنہ وشر کے بانی ہیں — کچھ دین کے دشمن جانی ہیں
کچھ اپنی بات کے پکے ہیں — کچھ جیب تراش اچکے ہیں
کچھ شاعر اور گویے ہیں — کچھ تھاتھا ہیں کچھ تھیّے ہیں
کچھ ان میں رنگ رنگیلے ہیں — کچھ خاصے چھیل چھبیلے ہیں
کچھ ''تیری میری مرضی'' ہیں — کچھ مصنوعی کچھ فرضی ہیں
جتنے ہیں سبھی بے مایہ ہیں — خورشید کا ڈھلتا سایہ ہیں
بازار وغا میں گھومتے ہیں — سرکار کی چوکھٹ چومتے ہیں
پہلے تو بڑے جاسوس تھے یہ — انگریز سے بھی مانوس تھے یہ
اب قوم کی خاطر مرتے ہیں — اسلام کا بھی دم بھرتے ہیں

اسلام کا متوالا، پاکستان کا شیدائی، عقیدۂ ختم نبوت کا محافظ، خودفروشوں اور بے ضمیروں کا نقاد 25/ اکتوبر 1975ء کو اس دارِفانی سے کوچ کر گیا۔ رہے نام اللہ کا

سلیم الیکٹرونکس
SALEEM ELECTRONICS, MULTAN
ڈاؤلینس ریفریجریٹر اے سی
سپلٹ یونٹ کے بااختیار ڈیلر
SALEEM
ELECTRONICS
HUSSAIN AGAHI ROAD, MULTAN
Dawlance
ڈاؤلینس لیا تو بات بنی
061- 4512338
061- 4573511
حسین آگاہی روڈ ملتان

''حافظ جی'' رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری (ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت)

ہمارے دفتروں میں حضرت مولانا عطاء المنعم کا نام ''حافظ جی'' پکارا جاتا تھا۔ بڑا جامع ترین نام تھا۔ احباب اس لفظ سے پہچان جاتے کہ تذکرہ انہی کا (حضرت سید عطاء المنعم بخاری) ہو رہا ہے۔ اُن میں ایک عجیب کیفیت جو دیکھی گئی وہ ان کے چہرے کی بشاشت تھی۔ ان کا بشاش چہرہ، کھلے ہوئے ہونٹ اور چہرے کی رنگت دیدنی تھی۔ جب میں نے حافظ جی کو تین چار دفعہ اس طرح دیکھا تو مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری لمحات بے ساختہ یاد آجاتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس دنیا سے رخصت ہونے کے آخری ایام تھے تو آپ کے چہرے پر ایک سرخی اور بشاشت تھی اور کتب احادیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تذکرہ کیا ہے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے، کہ آپ کی صحت پہلے نسبت اچھی ہے۔ حضرت عباس انھیں کہنے لگے کہ میں ہاشمیوں اور قریشیوں کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ میرے ہاتھوں میں بہت سارے رخصت ہوئے ہیں۔ آپ کے چہرے کی بشاشت اور چہرے کی سرخی یہ بتاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا کو چھوڑنے والے ہیں۔ ہاشمی جب دنیا چھوڑتا ہے تو اس کا چہرہ ہشاش بشاش ہوتا ہے۔

حافظ صاحب کے ہاں آخری دنوں میں دو تین بار جانے کا اتفاق ہوا تو آپ یقین کریں کہ اس سے پہلے ان کا چہرہ اتنا چمکیلا اور سرخ نہیں تھا جو بیماری کی حالت میں تھا۔ ایک چیز ان کی یہ بھی تھی کہ ان پر اللہ نے بڑی رقت طاری کر دی تھی۔ ہم چار ساتھی ان سے مل کر واپس گئے تو ہمارے ساتھی مولانا بشیر احمد صاحب کہنے لگے: حافظ صاحب تو بہت جری ہوتے تھے او ر اب اتنی رقت طاری ہوگئی کہ ان کے آنسو نہیں تھمتے۔ میں نے مولوی بشیر سے کہا کہ میں نے انبیاء علیہم السلام کے واقعات میں پڑھا ہے کہ سیدنا یحییٰ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے رقت طاری کر رکھی تھی اور وہ واحد پیغمبر ہیں جو اس دنیا میں نبوت کے ساتھ پیدا ہوئے اور بن شادی کے فوت ہوئے اور ان کے ساتھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جن کی پیدائش کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اعلان کیا تھا کہ یہ نبی ہوں گے۔ دو پیغمبروں کو بچپن میں نبوت ملی تھی۔ ان میں حضرت یحییٰ علیہ السلام بہت رویا کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام عمر میں ان سے چھوٹے تھے اور یہ بہت مسکرایا کرتے تھے۔ جن دوستوں نے حافظ صاحب کو جوانی میں دیکھا ہے ان کے لبوں کی سرخی، ان کے دانتوں کی سفیدی، ان کے ماتھے کے بل، ان کے سامنے ہوں گے کہ حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت مسکرایا کرتے تھے اور جنھوں نے انھیں ان پانچ چھے ماہ میں دیکھا ہے کہ جب کوئی دوست ملا۔ اپنا نام بتایا تو اس کی خیریت پوچھی۔ اس کے بچوں کا پوچھا۔ پھر انسانی ہمدردی کی باتیں کر کے روتے تھے۔ میں نے کہا کہ مجھے حضرت یحییٰ علیہ السلام یاد آجاتے ہیں۔ واقعہ یہ ہے حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مسکراتا دیکھتے تو فرماتے تھے کہ تجھے ہنسی

آ رہی ہے، تو بس نہیں کرتا۔ تو وہ ان سے فرماتے کہ آپ روئے جا رہے ہیں۔ رونے سے بس نہیں کرتے۔ دو صفتیں تھیں۔ جوانی میں مسکراتے تھے کہ ان کو اللہ کی رحمت پر قوی بھروسہ تھا۔ مومن جب مسکراتا ہے تو اللہ پر اعتماد کے ساتھ کہ وہ میرا خالق و مالک ہے۔ میں اسے جانتا ہوں، اس نے مجھے یہاں بشاشت دی ہے وہ آخرت میں بھی مجھے ہشاش بشاش رکھے گا اور جب مومن آنسو بہاتا ہے تو وہ موت کے لمحات ہوتے ہیں کہ اس کے آنسوؤں کو پوچھنے والا اللہ ہے کہ یہ میرے ہاں آ رہا ہے اور اسے احساس ہے کہ اس سے زندگی کا سوال ہونا ہے۔ مجھ سے کچھ نہ پوچھیں اور مرے آنسو صاف کر دیں۔

میرے محترم دوستو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان میں عظیم ترین افراد تھے۔ تمام انبیاء علیہم السلام کی جماعت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان واحد خاندان ہے جو دین کی اشاعت و ترویج اور معرفت کے پھیلاؤ میں منفرد ہے۔ یہ امتیاز اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کی پشت در پشت رکھا ہے۔ ہماری چودہ سو سال کی تاریخ میں جہاں جہاں سادات میں سے مشائخ گزرے ہیں۔ ان کے اثرات آپ نے منفرد دیکھے ہوں گے۔ اللہ رب العزت حافظ صاحب کے درجات کو بلند فرمائیں۔ یہ دین کا کام حافظ صاحب کی اپنی زندگی میں ایک منفرد انداز میں تھا۔ یہ ایک مستقل موضوع ہے۔ ان کا ایک اپنا انداز تھا۔ ان کے ستر سالہ زندگی کے لمحات امتِ مسلمہ اور امتِ مسلمہ کے چنے ہوئے افراد جو علمائے کرام تھے، ان کے متعلق اور دین اسلام کے خلاف جو فتنے پیدا ہو رہے تھے۔ تین باتوں کے متعلق ان کے دل اور دماغ میں یہ فکر ہوتی تھی کہ دین کے خلاف کس طرح منہ کھول رہے ہیں اور اس کا تدارک امت کو جس طرح کرنا چاہیے، اس طرح ہونے نہیں پاتا۔ انھوں نے اپنے اساتذہ کا ایک معیار دیکھا تھا۔ وہ جب دنیا سے اٹھے تو انھیں اپنے دائیں بائیں بھی ہم جیسے کمزور مولوی صاحبان ملے۔ یہ بھی ان کے لیے تکلیف دہ بات تھی۔ کاش کہ وقت کے علماء، ان کا مقام، ان کا منصب، ان کی سوچ اور فکر، ان کی قوتِ ارادی، ماضی کے اپنے اسلاف کے ہم پلہ ہوتی۔ اس کے اندر لچک نہ آتی۔ دین اسلام کی یہاں جس طرح پامالی ہو رہی ہے۔ یہ حافظ صاحب کا ایک منفرد موضوع ہوتا تھا کہ اس خطے کے اندر جو اسلام کے لیے طویل جدوجہد کے بعد حاصل کیا گیا تھا۔ امید تھی دین کی سربلندی کی، مگر اس کے برعکس یہاں دین کو نقصان پہنچ رہا ہے اور دین کے خلاف طاقتیں اجاگر ہو رہی ہیں۔ انھوں نے اپنی اس زندگی میں کبھی درس دیئے ہیں۔ کہیں انھوں نے تقریریں کی ہیں اور کہیں انھوں نے وعظ کیے ہیں۔ انھیں ایک تو مجلس احرار اسلام کے ورکر اور ساتھی ملے اور پھر حضرت امیر شریعت کے رفقاء اور ساتھی بھی ملے۔ اور یہ ان کا کمال ہے کہ اپنے والد ماجد کے رفقاء کرام کو بھی اپنے سینہ سے جوڑ کے رکھا اور مجلس احرار اسلام کے رفقاء کرام کو بھی۔ اس کے ساتھ ساتھ انھوں نے اپنا ایک مستقل حلقہ پیدا کیا۔ اپنے اخلاق سے اپنی عادات سے، اپنے طرزِ عمل سے اور اپنی محنت سے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں ایک مستقل حلقہ دیا۔ وہ آج تین حلقے چھوڑ کر اس دنیا سے گئے ہیں۔ اللہ رب العزت ان کے ان تینوں حلقوں کو شیر و شکر رکھیں۔ جب ایک آدمی دنیا سے جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی خصوصیات اور خوبیاں جو دین کے محاذ پر کام کرتے ہیں، اس کے چاہنے والوں میں منتقل کر دیتے ہیں۔ وہ دنیا سے چلے گئے لیکن جو چیزیں ان کے وجود کے ساتھ وابستہ تھیں۔ آپ دعا کریں اللہ رب العزت وہ اوصاف حافظ صاحب کے بھائیوں میں اور ان کے چاہنے والوں میں منتقل کر دیں۔ ہم ان کے وجود سے اسی طرح مستفید ہوتے رہیں۔ (آمین)　　(دارِ بنی ہاشم ملتان میں تعزیتی جلسہ سے خطاب 24/ اکتوبر 1995ء)

جانشین امیر شریعت مولانا سید ابوذر بخاری علیہ الرحمتہ

غلام محمد خان نیازی (کینیڈا)

مولانا سید عطاء المنعم بخاری رحمتہ اللہ علیہ، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے سب سے بڑے فرزند و جانشین علمی، ادبی اور سیاسی حلقوں میں سید ابوذر بخاریؒ کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ 7/ جمادی الاخریٰ 1345ھ مطابق 13/ دسمبر 1926ء کو امرتسر میں پیدا ہوئے۔

یہ امر مسلمہ ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں خطابت کے میدان میں مجلس احرار اسلام کے زعما کا طوطی بولتا تھا۔ جتنے جیّد علماء اور مقرر اس جماعت کو نصیب ہوئے، کسی اور سیاسی جماعت کو نہیں ملے، لیکن مجلس احرار اسلام جہاں خطابت کے میدان میں اپنا لوہا منوا چکی تھی وہاں تقسیم ملک سے پہلے صحافتی، ادبی اور تحریری میدان میں بھی بھرپور خدمات انجام دیں۔ روزنامہ ''احرار''، روزنامہ ''مجاہد''، روزنامہ ''آزاد''، ہفت روزہ ''افضل'' اور دیگر رسائل و جرائد احرار کے ترجمان تھے۔ حضرت مولانا سید ابوذر بخاریؒ نے تقسیم ملک کے بعد اس کا تسلسل جاری رکھا۔ سہ ماہی ''مستقبل'' اور ماہنامہ ''الاحرار'' اس کی زندہ مثالیں ہیں۔

یہ تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ بعض ممتاز اور منفرد علمی اور ادبی ہستیاں اس جماعت میں موجود رہی ہیں اور اُن کے قلم کی جادونگاری نے نوآموز قلم کاروں کی تحریری استعداد کی صلاحیت کو جلا بخشی ہے لیکن وہ اکابر تقسیم ملک سے پہلے انگریز کی ناروا پابندی اور قید و بند کی مصیبت کے باعث داغِ مفارقت دے گئے۔ اُن میں مفکرِ احرار چودھری افضل حق رحمتہ اللہ علیہ کا نامِ گرامی کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ آپ افقِ ادب پر ایک دائمی چمکتا ہوا ستارہ ہیں، جس کی ادبی چمک کبھی ماند نہیں پڑ سکتی۔ آپ کی ادبی تصنیفات اتنی دلآویز، دلکش، دائمی اقدار اور تاثرات کی حامل ہیں کہ اُن کے اعتراف سے سخت سے سخت مخالف ادیب بھی انکار نہیں کر سکتا۔ اُن کی رحلت کے بعد نامساعد اور ہنگامہ خیز حالات کے باوجود مولانا مظہر علی اظہر، ماسٹر تاج الدین انصاری، شورش کاشمیری، حافظ علی بہادر خان، جانباز مرزا اور علامہ انور صابری وغیرہ نے ادب و صحافت کے چراغ کو جلائے رکھا۔ آزاد، دورِ جدید، ہلالِ نو اور تبصرہ، احرار کے روشن چراغ ہی تو ہیں۔

تقسیم ہند کے بعد آغا شورش کاشمیری نے اپنا رسالہ ہفت روزہ ''چٹان'' جاری کیا اور اُسے اپنے منفرد انداز سے ادبی، علمی، سیاسی اور مذہبی لحاظ سے اتنا عروج پر پہنچایا کہ ملک میں کوئی اور جریدہ اُس کا ہم سر نہ بن سکا۔ مجلس احرار اسلام کی

تاریخ قربانیوں، ایثار اور مختلف تحریکات کو جنم دینے پر مبنی ہے اور اس کے تاریخی سرمائے کو شورش کاشمیری کے قلم نے اپنے منفرد انداز سے ہفت روزہ ''چٹان'' میں محفوظ و اجاگر کیا۔ بے شک آغا شورش کاشمیری مجلس احرار اسلام کے رہنما رہے ہیں لیکن اُن کا رسالہ ''چٹان'' مجلس احرار اسلام کا کبھی ترجمان نہیں رہا، بلکہ بعض دفعہ شورش مرحوم کے قلم نے جماعت کی پالیسی پر نشتر بھی لگائے تاہم احرار کے فکر و نظر اور قربانیوں کا ہمیشہ مداح اور محافظ رہا۔

مجلس احرار اسلام کی اس ضرورت کو سب سے پہلے مولانا سید ابوذر بخاریؒ کی بصیرت نے بھانپا اور 1948ء میں قیامِ پاکستان کے بعد ایک ادبی ماہنامہ رسالہ ''مستقبل'' کے نام سے جاری فرما کر اس تشنہ پہلو کو مکمل کرنے کا آغاز کر دیا۔ آپ کی ہمت اور عزم نے وہ کلیدی اور تاسیسی اقدام کیے، جس سے جماعتِ احرار کے ادبی محاذ کو پھلنے پھولنے اور بارآور ہونے کا موقع نصیب ہوا۔ آپ نے نہ صرف اپنی نثری و منظوم تحریروں سے جماعت کی پالیسی کو اجاگر کرنے کی کوشش کی بلکہ ملتان میں ''نادیۃ الادب الاسلامی'' کے نام سے ایک ادبی تنظیم بھی قائم کی جس سے جماعت کو چند ایسے ذہین اور صاحبِ قلم نوجوان میسر آ گئے۔ جنھوں نے جماعتی مقاصد کے لیے علمی، ادبی اور سیاسی محاذ کو گرم رکھا۔ اب یہ کاوش خدا کے فضل سے مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ کے بعد سید محمد کفیل بخاری کی باہمت صلاحیت کی بنا پر دن بدن ترقی پذیر نظر آ رہی ہے۔ مولانا سید عطاء المحسن بخاری نے 1988ء میں ماہنامہ ''نقیبِ ختم نبوت'' جاری کیا جو گزشتہ 22 سال سے باقاعدہ شائع ہو رہا ہے۔ سید محمد کفیل بخاری اس چراغ کو روشن رکھے ہوئے ہیں۔

مولانا سید ابوذر بخاریؒ نے نہ صرف قلم کا جہاد کر کے مجلس احرار اسلام کے پیغام کو ادبی سرمائے میں تبدیل کیا بلکہ تبلیغ دین اور دفاعِ ناموسِ ازواج و اصحابِ رسول علیہم الرضوان کی تحریک کی قیادت کی اور مجددانہ کردار ادا کیا۔ آپ نے اپنے قلم اور خطابت کے ذریعے جاہلیت کے رسوم و رواج اور بدعات کے اصنام کو بھی پاش پاش کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔

آپ نے کاتبِ وحی، خلیفۂ راشد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے محاسن سے مسلمانوں کو آگاہ کیا اور مسلمانوں کے دلوں میں اُن کی عظمت، وقار اور محبت پیدا کرنے کی جرأت مندانہ جدوجہد کی۔ آپ نے سب سے پہلے اپنے فرزندِ ارجمند کا نام گرامی سید محمد معاویہ بخاری رکھا اور ملتان میں سب سے پہلا ''یومِ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ'' منایا۔ جس میں تقریر کے ''جرم'' میں گرفتار ہوئے۔ قید کی صعوبت برداشت کی۔ آپ کی ترغیب اور تبلیغ سے اب خدا کے فضل سے اکثر مسلمان گھرانوں میں ''معاویہ'' نام کے افراد پائے جاتے ہیں۔ آپ کی جدوجہد سے دفاعِ صحابہ کی عظمت کا احساس مسلمانوں کے دلوں میں پیدا ہوا۔ اپنوں اور غیروں کی مخالفتوں اور مزاحمتوں کے باوجود مولانا سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ نے دفاعِ صحابہ کی تحریک کو کامیابی سے ہم کنار کیا۔ مجلس احرار سلام نے ہمیشہ تبلیغ کے میدان میں ''مرزائیت'' کے تعاقب کو اپنا دینی فریضہ سمجھ کر جدوجہد جاری رکھی۔ حتیٰ کہ 1974ء میں پارلیمنٹ کے فورم پر انھیں غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا۔ 1974ء کی فیصلہ کن

تحریک ختم نبوت میں آپ نے اپنی جماعت مجلس احرار اسلام کی نمائندگی کرتے ہوئے بھر پور کردار ادا کیا۔

تقسیم سے قبل قادیان ضلع گورداسپور میں مجلس احرار اسلام کا تبلیغی مرکز قائم تھا۔ مولانا عنایت اللہ چشتی اور فاتح قادیان مولانا محمد حیات رحمتہ اللہ علیہ کی زیر نگرانی یہ دفتر اپنی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے تھا۔ تقسیم کے بعد جب قادیانیوں نے انگریز گورنر پنجاب سر فرانسس موڈی کی پشت پناہی سے چناب نگر میں اپنا علیحدہ شہر بسالیا تو سب سے پہلے مولانا سید ابوذر بخاریؒ نے چناب نگر میں مجلس احرار اسلام کے مرکز کے اجراء کے لیے محنت اور کوشش کی، جس میں بسیار رکاوٹوں کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انھیں کامیابی نصیب فرمائی اور 27/فروری 1976ء کو مسلمانوں کی پہلی جامع مسجد، مسجد احرار کا سنگِ بنیاد رکھا۔ اجتماعِ جمعہ سے خطاب کیا۔ اس کارنامے پر آپ کو اور مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ کو گرفتار کرلیا گیا۔ آپ نے چناب نگر میں مدرسہ ختم نبوت قائم کیا۔ جسے مولانا سید عطاء المحسن بخاریؒ نے سنبھالا۔ مسجد احرار میں مختلف دینی اجتماعات منعقد ہوتے رہتے ہیں۔ 12/ربیع الاوّل کو ہر سال ملک گیر سطح کی ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوتی ہے اور سرخ پوشانِ احرار کا عظیم الشان جلوس نکلتا ہے جس میں ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری اور دیگر زعماء احرار قادیانیوں کو دعوتِ اسلام دیتے ہیں۔

آج مجلس احرار اسلام کا اہم تعلیمی و تبلیغی مرکز چناب نگر میں ہے جس میں احرار کارکن رات دن رضائے الٰہی اور ختم نبوت کے تقدس کی پاسداری کے لیے کام کر رہے ہیں۔ ان کی نگرانی امیر احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری فرما رہے ہیں اور اسے ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کی مسلسل کوشش میں مصروف ہیں۔

حضرت مولانا سید ابوذر بخاریؒ جہاں علم وادب اور سیرت و تاریخ کے منفرد چراغ تھے وہاں فنِ تقریر میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے۔ آپ کی تقریر علمی اور ادبی چاشنی کی مرقع ہوتی تھی جس سے سامعین آخر دم تک مستفید اور محظوظ ہوتے۔ اللہ کا شکر ہے کہ جن اہم تقاضوں کو مدنظر رکھ کر مولانا سید ابوذر بخاریؒ نے اپنی پُرعزم قیادت میں پورا کرنے کے لیے اقدامات کیے۔ اُن کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے حضرت سید عطاء المحسن بخاریؒ کے بعد حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری اور سید محمد کفیل بخاری بھرپور انداز سے اور پورے ذوق وشوق سے عمل پیرا ہیں نیز آپ کے فرزندِ گرامی سید محمد معاویہ بخاری اپنے والدِ گرامی کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ماہنامہ ''الاحرار'' جاری رکھے ہوئے ہیں۔

اکابر احرار کے گزر جانے کے بعد آج جتنی رونق اور جماعتی مشن کو ترقی دینے کی کوشش جاری ہے۔ وہ درحقیقت سید ابوذر بخاریؒ کے اساسی اقدام کی پیروی اور مجلس احرار اسلام کی تاریخ کا درخشندہ باب بن رہا ہے۔

27/جمادی الاولیٰ 1416ھ مطابق 23/اکتوبر 1995ء کو آپ کا انتقال ہوا۔ اگلے روز ہزاروں افراد نے نمازِ جنازہ میں شرکت کی اور حضرت مفتی عبدالستار (رحمہ اللہ) نے نمازِ جنازہ کی امامت فرمائی۔ آپ کو اپنے جلیل القدر والد حضرت امیر شریعت کے پہلو میں سپردِ خاک کیا گیا۔

زبان میری ہے بات اُن کی

ساغر اقبالی

- خاتون نے رمضان بازار میں بچے کو جنم دے دیا۔(ایک خبر)

کہ وہ بھی آٹے کے انتظار میں لگ جائے۔

- جسٹس افتخار چودھری سے انصاف کی توقع رکھتا ہوں۔(پرویز مشرف)

میر کیا خوب ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اُسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

- چینی مضر صحت ہے، عوام کم استعمال کریں۔(وفاقی وزیر)

صرف حکمرانوں کے استعمال کے لیے ہے

- پولیس کی ملی بھگت، ملتان سمیت جنوبی پنجاب میں جعلی کرنسی بنانے والے دو گروہ متحرک۔(ایک خبر)

نوٹ پہ نوٹ بناؤ تمہیں ڈر کس کا ہے

- مجھے کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا۔(پرویز مشرف)

خدا کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں

- افغانستان میں ناکامی یا غیر ملکی فوج کے انخلا سے پاکستان کو خطرہ ہوگا۔(وال سٹریٹ جرنل)

اس ساری تباہی و بربادی کا ذمہ دار کون ہے۔

- گوجر خان: آٹے کی پرچی کے لیے لائن میں کھڑا شخص جاں بحق۔(ایک خبر)

آٹا نظر آتا ہے تو چینی نہیں ملتی
چینی نظر آتی ہے تو آٹا نہیں ملتا

- لال مسجد میں صرف 90 آدمی ہلاک ہوئے۔(پرویز مشرف)

قاتل کی پکڑ کے لیے تو ایک قتل بھی بہت ہے۔

- قادیانی سربراہ مرزا مسرور کا اپنے پیروکاروں کو الطاف حسین کے لیے دعا کا حکم(ایک خبر)

اللہ نہ کرے الطاف حسین کو قادیانیوں کی دعا لگے

حُسنِ انتقاد

تبصرہ کے لیے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے

● **مختصر سالانہ تقابلی تقویم**　　　مصنف: ضیاء الدین لاہوری

ضخامت: 80 صفحات　　　قیمت: درج نہیں　　　دار الکتاب، اردو بازار لاہور

ضیاء الدین لاہوری کے دو پسندیدہ موضوعات ہیں۔ ایک سر سید احمد خان اور دوسرا ''تقویم'' ہے۔ ان دونوں موضوعات پر انھوں نے بہت سا کام کیا ہے۔ حال ہی میں ان کا کتابچہ ''مختصر سالانہ تقابلی تقویم'' (569 عیسوی تا 2100 عیسوی) شائع ہوا ہے۔ زیرِ نظر تقویم میں دائیں جانب کے ہر صفحے پر ہجری سالوں کا آغاز یعنی یکم محرم کے مطابق دن، عیسوی تاریخ، مہینہ اور سال درج کیا گیا ہے۔ جب کہ اس کے مقابل صفحے پر ان کے تقابلی عیسوی سالوں کا آغاز یعنی یکم جنوری کے مطابق اسی انداز میں ہجری سالوں کی تفصیل دی گئی ہے۔ اس سے مکمل طور پر معلوم ہو جاتا ہے کہ آپ تقویم کے تقابلی سال اور سالوں کی کن کن تاریخوں کے درمیان واقع ہوا۔

اب محققین کے لیے متبادل تاریخ تلاش کرنا مشکل نہیں رہا۔ ضیاء الدین لاہوری نے مشکل کام کو آسان اور مختصر کر دیا۔ یہ کتابچہ جہاں محققین کے لیے مفید ہے وہاں عام لوگوں کے بھی کام آ سکتا ہے۔ امید ہے اس مختصر تقویم کو پذیرائی حاصل ہوگی۔ (تبصرہ: جاوید اختر بھٹی)

● **داعیٔ اعظم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصولِ دعوت و تبلیغ**　　　مصنف: مولانا محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی

ضخامت: 32 صفحات　　　قیمت: درج نہیں　　　ملنے کا پتا: دار الکتاب، اردو بازار لاہور

زیرِ نظر مقالہ ''داعیٔ اعظم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اصولِ دعوت و تبلیغ'' جسے مولانا سیوہاروی نے ڈسٹرکٹ جیل دہلی میں لکھا۔ مولانا نے اس مقالے میں مسلمانانِ ہند کو تبلیغ دین اور نشر و اشاعت کے حقیقی طریقے سے روشناس کرایا ہے۔ 21/ اپریل 1932ء کو مولانا نے ان الفاظ سے اپنی تحریر کو مکمل کیا:

> ''یہ ہے دعوت و طریقِ دعوت کا وہ مختصر نمونہ جو قرآن عزیز کی سچی تعلیم اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے ہم کو حاصل ہوتا ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اس صحیح طریقِ کار پر عامل ہوتے اور خود ساختہ مذاہب کے غیر فطری اصولِ مباحث سے جدا رہ کر دعوتِ حق کو سرانجام دیتے ہیں۔''

(تبصرہ: جاوید اختر بھٹی)

● **سرمایہ دارانہ نظام (ایک تنقیدی جائزہ)**　مرتب: محمد احمد حافظ　　زیرِ نگرانی: ڈاکٹر جاوید اکبر انصاری
ضخامت: 287 صفحات　　قیمت: درج نہیں　ناشر: الغزالی پبلی کیشنز 41 سی، بلاک 17 فیڈرل بی ایریا، کراچی

زیرِ نظر کتاب چھے ابواب پر مشتمل ہے اور آخر میں ایک ضمیمہ بھی شامل کیا گیا ہے۔ انقلاب کے حامی خواہ کسی بھی فکر سے تعلق رکھتے ہوں۔ انھوں نے سرمایہ داری کی مخالفت ضرور کی ہے۔ سرمایہ دار اور انقلاب کی جنگ نئی نہیں ہے۔ یہ صدیوں سے ایک دوسرے سے برسرِ پیکار ہیں۔ اسلام نے سرمایہ داری کی حوصلہ افزائی نہیں کی۔

زیرِ نظر کتاب انقلابی فکر کے حامل دانشوروں کی علمی کوشش ہے اور یہ کوشش ایسے وقت میں کی گئی کہ جب سرمایہ داری نے پوری دنیا پر اپنی حاکمیت قائم کر لی ہے اور جب سرمایہ داروں نے انقلابیوں کے تمام راستے بند کر دیئے ہیں لیکن یہی زمانہ انقلابیوں کے لیے سازگار بھی ہوتا ہے۔ اس کتاب میں سرمایہ داری کے تمام پہلوؤں کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے اور اسے نہایت سلیقے سے مرتب کیا گیا ہے۔

محمد احمد لکھتے ہیں:

> ''یہ کتاب ہدیہ ہے مدارسِ دینیہ کے علماء وطلبہ کرام کی خدمت میں جو علومِ نبوت کے وارث اور شریعتِ اسلامیہ کے امین ومحافظ ہیں۔ جنھیں علمی سطح پر سرمایہ دارانہ فلسفہ ونظام کا چیلنج اسی طرح درپیش ہے جس طرح ہمارے اسلاف کو دوسری تیسری صدی ہجری میں یونانی فلسفہ کا چیلنج درپیش تھا اور جسے بالآخر حجۃ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ اور شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اور ان کے شاگردوں نے شکست فاش دی۔''

میں اس کتاب میں نئی نسل کی ایک جماعت دیکھ رہا ہوں جو فکری طور پر مغربی فلسفہ کو شکست فاش دینے کا ارادہ رکھتی ہے لیکن اس کے لیے اس جماعت کو علمی کے ساتھ ساتھ عملی جدوجہد کرنا ہوگی۔ ورنہ یہ فکر کتاب میں بند ہو کر رہ جائے گی۔

ڈاکٹر جاوید اکبر انصاری لکھتے ہیں:

> ''تحریکاتِ اسلامی سرمایہ دارانہ نظامِ زندگی کے انہدام کی اقدامی جدوجہد کر رہی ہیں۔ ضروری ہے کہ تحریکاتِ اسلامی کا ہر رکن اس فاسد و باطل اور خبیث نظامِ زندگی کی علمیت (جو کہ جاہلیتِ خالصہ ہے) اور عملیت سے واقف ہو۔ اس کتاب میں ہم نے سرمایہ دارانہ نظام کے تاریخی ارتقاء کا خاکہ پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ یہ کوشش مدارسِ عربیہ کے طلبہ واساتذہ اور تمام تحریکاتِ اسلامی کے کارکنوں کے لیے مفید ثابت ہو۔''

اس سے اندازہ ہوا کہ اس کتاب میں نئی نسل کے لیے پیغام ہے۔ انقلاب کا اصول بھی یہی ہے کہ وہ نئی نسل سے مخاطب ہوتا ہے اور انقلاب کی طاقت بھی یہی نسل رکھتی ہے۔ دراصل فقدان نظریئے کا نہیں ہے۔ جب تک قرآن کریم ہمارے درمیان موجود ہے۔ یہ فقدان پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔ فقدان ہے تو قیادت کا ہے۔ سب کچھ ہے مگر قیادت نہیں ہے۔ وہ قیادت کہ جسے انقلاب کو لے کر آگے بڑھنا ہے۔ میری دعا ہے کہ ایسی قیادت میسر آئے کہ جو عالمی طاقتوں کے اشارے

پر نہ چلے۔ وہ اپنے زندہ ضمیر کے ساتھ رہنمائی کرے۔

اس کتاب میں شامل تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے مصنفین اسلامی اور مغربی فکر سے مکمل طور پر روشناس ہیں اور وہ نہایت اخلاص کے ساتھ انقلابی فکر کو پیش کر رہے ہیں۔ امید ہے کہ یہ کتاب علمی حلقوں کو متوجہ کرے گی۔

(تبصرہ: جاوید اختر بھٹی)

● **مفسر قرآن نمبر (ماہنامہ ''نصرت العلوم'')**　　مدیر: مولانا محمد فیاض خان سواتی

ضخامت: 478 صفحات　　قیمت: 300 روپے　　ناشر: جامعہ نصرت العلوم، فاروق گنج، گوجرانوالہ

حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی رحمتہ اللہ علیہ (1917ء۔2008ء) ماضی قریب کی عظیم علمی و روحانی شخصیت تھے۔ دارالعلوم (دیوبند) کے فاضل اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی کے مایہ ناز شاگرد تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی نصرت کے لیے انھیں قبول کر لیا تھا۔ انھوں نے دروسِ قرآن اور دروسِ حدیث کے ذریعے بلا مبالغہ ہزاروں انسانوں کی زندگیوں میں دینی انقلاب برپا کیا۔ تفسیر قرآن، شرحِ حدیث، نمازِ مسنون اور ان کی دیگر تصانیف بلاشبہ قیمتی علمی اثاثہ ہیں جن سے تشنگانِ علم و تحقیق فیض پاتے رہیں گے۔ ان کی یاد میں ماہنامہ ''نصرت العلوم'' کی خصوصی اشاعت سوانح و تذکرہ کے باب میں ایک وقیع اضافہ ہے۔ اس میں صرف ایک شخصیت کا ہی تذکرہ نہیں بلکہ ماضی و حال کی کئی اہم شخصیات کے واقعات بھی آ گئے ہیں۔ اس اشاعت کے مطالعے سے علماءِ حق اور قافلۂ حق و صداقت کے مجاہدانہ کارنامے اور اُن کی دینی و علمی خدمات سے بھی واقفیت حاصل ہوتی ہے۔

حضرت صوفی صاحب ایک متحرک انسان تھے۔ اپنے گرد و پیش پر اُن کی گہری نگاہ تھی۔ عصری دینی و سیاسی تحریکوں کا وسیع مطالعہ تھا۔ وہ صرف فکری ہی نہیں عملی انسان تھے۔ قیامِ پاکستان سے قبل 1935ء تا 1945ء مجلس احرار اسلام سے وابستہ رہے اور پھر جمعیت علماء سے منسلک ہو گئے۔ وہ حضرت مدنی اور حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری سے بے پناہ محبت رکھتے تھے۔

ماہنامہ ''نصرت العلوم'' نے آپ کی رحلت پر (اگست تا اکتوبر 2008ء) خصوصی اشاعت کا اہتمام کیا۔ جس میں آپ کے شاگردوں، عقیدت مندوں اور ہم عصروں کے 98 مضامین شامل ہیں۔ تعزیتی پیغامات، تعزیتی مکاتیب، اخبارات و جرائد کے شذرات، تعزیتی جلسوں میں بیانات، منظوم خراجِ تحسین، حضرت صوفی صاحب رحمہ اللہ کے نام اکابر اور ہم عصر علماء کے خطوط، تعلیمی اسناد کے عکس، جامعہ نصرت العلوم کے مختلف شعبوں کی تصاویر اس خصوصی اشاعت کی زینت اور تاریخ کا اثاثہ ہیں۔ جامعہ نصرت العلوم آپ کی علمی یادگار بھی ہے اور فکری تحریک بھی جو صدقۂ جاریہ کے طور پر ہمیشہ قائم رہے گا۔ (ان شاء اللہ) یہ ''نمبر'' گزشتہ سال ہمیں موصول ہوا۔ ہم معذرت خواہ ہیں کہ کتابوں کے انبار میں گم ہو جانے کی وجہ سے اس پر تبصرہ نہیں ہو سکا۔ حضرت مولانا محمد فیاض خان سواتی مدظلہ اور اُن کے معاونین اس تاریخی دستاویز کی جمع و تدوین اور اشاعت پر مبارک باد کے مستحق ہیں۔ مفسر قرآن نمبر شخصیات کے تذکروں میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔ (تبصرہ: سید محمد کفیل بخاری)

● **اقبال اور حُبِّ اصحاب وآلِ رسول (علیہم الرضوان)** مؤلف: عبدالستار نجم

ضخامت: 432 صفحات　　قیمت: درج نہیں　　ناشر: مکتبہ الحسن، 33۔حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

شعر گوئی، اصنافِ سخن میں مؤثر اور دل نشیں ذریعۂ اظہار ہے۔ تقریباً دنیا کی ہر زبان میں شعر کا پیرایۂ اظہار موجود ہے۔ مسلمان شعراء نے بھی عقیدۂ توحید، عقیدۂ ختم نبوت، اسلامی تعلیمات، مدحتِ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور منقبتِ صحابہ (رضی اللہ عنہم) کو موضوعِ سخن بنایا اور شاعری کے ذریعے تبلیغ دین کا فریضہ انجام دیا لیکن بہت کم شعراء ہیں جنھوں نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل ومناقب پر قلم اٹھایا۔ ہمارے ادب میں مرثیہ کی صنف کو تو بہت رواج ملا لیکن منقبتِ صحابہ کم لکھی گئی۔ حادثہ کربلا مرثیہ میں منظوم ہوا مگر بدر واحد اور حنین وتبوک متروکِ سخن قرار پائے۔ دبیرؔ وانیسؔ کی پانچ پشتوں میں مرثیہ خوانی رائج رہی لیکن منقبتِ صحابہ کی توفیق نہ ملی۔ بقول انیسؔ:

عمر گزری ہے اس دشت کی سیاحی میں
پانچویں پشت ہے شبیرؓ کی مداحی میں

شاعرِ مشرق علامہ محمد اقبال نے اپنی شاعری میں قرآن کریم کی دعوت، حدیثِ نبوی اور سیرتِ طیبہ کے ساتھ ساتھ منقبتِ صحابہ کو بھی موضوعِ سخن بنایا اور شعوری طور پر اس خلاء کو پُر کیا۔

؎ نورِ چشمِ رحمتہ اللعالمین
آں امامِ اوّلین و آخرین

؎ پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس

جناب عبدالستار نجم کی تازہ تالیف ''اقبال اور حبِ اصحاب وآلِ رسول (علیہم الرضوان)'' اسی عنوان کو اجاگر کرتی ہے۔ پہلے باب میں توحید ورسالت صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن کریم اور اصحاب وآلِ رسول علیہم الرضوان کے عناوین پر اُن کی انتہائی تحقیقی ومعلوماتی نگارشات شامل ہیں۔ جبکہ دوسرے باب میں علامہ اقبال مرحوم کے وہ اشعار شامل ہیں جن میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مدحت ومنقبت کی گئی ہے۔ عبدالستار نجم صاحب نے اقبال کے فارسی اشعار کا نہایت سلیس ترجمہ کیا ہے۔ اشعار کی تشریح میں صحابہ کے احوال واقوال درج کیے ہیں اور اُن کی منقبت میں قرآنی آیات اور احادیث بھی شامل کی ہیں۔ کتاب کا مقدمہ جناب پروفیسر ابوبکر صدیق نے تحریر کیا ہے جبکہ مصنف کا تعارف اور ابتدائیہ جناب پروفیسر محمد حمزہ نعیم نے لکھا ہے۔ جناب عبدالستار نجم کی یہ کتاب جہاں قارئین کے شعری ذوق کی تسکین کرتی ہے وہاں دینی وتاریخی معلومات میں بھی گراں قدر اضافے کا باعث ہے۔ (تبصرہ: سید محمد کفیل بخاری)

ادارہ

اخبارُ الاحرار

قسیم الدین قادیانی کی ٹریول ایجنسی کو 120 حاجیوں کا کوٹہ منسوخ کیا جائے

لاہور (31/اگست) مجلس احرار اسلام کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری اور سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے اس امر شدید احتجاج کیا ہے کہ وفاقی وزارت حج و مذہبی امور نے پشاور سے تعلق رکھنے والے ایک قادیانی اور سابق رکن پارلیمنٹ کو بھی حج کوٹہ جاری کر دیا ہے۔ ایک بیان میں انھوں نے بتایا کہ سابق رکن پارلیمنٹ ملک قسیم الدین خالد موٹو ٹریول نامی ٹریول ایجنسی کا مالک ہے جو وفاقی وزارتِ حج سے رجسٹرڈ بھی ہے اور گزشتہ کئی سالوں سے اسے پرائیویٹ حج سکیم میں حج کوٹہ دیا جاتا ہے۔ انھوں نے بتایا کہ امسال اس قادیانی ٹریول ایجنسی کو 120 حاجیوں کا کوٹہ دیا گیا ہے جب کہ قوانین کے مطابق کسی غیر مسلم حج آرگنائزر کی حیثیت سے رجسٹرڈ نہیں کیا جا سکتا۔ انھوں نے کہا کہ سعودی حکومت نے قادیانیوں کے سعودی عرب میں داخلے پر پابندی عائد کر رکھی ہے۔ انھوں نے کہا کہ شرعی احکامات کے مطابق کوئی غیر مسلم حدود حرمین شریفین میں داخل نہیں ہو سکتا۔ انھوں نے کہا کہ چند سال قبل بھی ایسا ہوا تھا اور حج کے موقع پر سعودی عرب حکومت نے جدہ میں ایک قادیانی مرکز سے بڑی تعداد میں قادیانیوں کو گرفتار کر لیا تھا۔ قادیانی حرمین شریفین جانے والے حجاج کو مدد اور تعلیم و تربیت کے لیے غیر محسوس انداز میں وہاں لے آتے اور قادیانیت کی تبلیغ کرتے۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی رہنماؤں پروفیسر خالد شبیر احمد، سید محمد کفیل بخاری، قاری محمد یوسف احرار، مولانا محمد مغیرہ اور میاں محمد اویس نے کہا کہ قادیانی کو حج و عمرہ کا لائسنس اور کوٹہ جاری کرنا بذاتِ خود شعائر و عباداتِ اسلامی کی صریحاً توہین ہے اور اس کے ذمہ داران کو بے نقاب کر کے قانون کے مطابق سزا دی جائے۔ علاوہ ازیں متعدد دینی حلقوں نے اس واقعہ کی غیر جانبدارانہ انکوائری کا مطالبہ کیا ہے اور اسے حج و عمرہ جیسی عبادات اور حرمین شریفین کی بے حرمتی سے تعبیر کرتے ہوئے ملزمان کے خلاف فوری کارروائی کا مطالبہ کیا ہے۔

7 رستمبر کو ملک بھر میں اور بیرونِ ملک یوم تحفظ ختم نبوت منایا گیا

لاہور (7 رستمبر) 35 سال قبل (7 رستمبر 1974ء) ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے دور اقتدار میں پارلیمنٹ کے فلور پر قادیانی و لاہوری مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیے جانے کے تاریخی دن کے حوالے سے ملک بھر میں یوم تحفظ ختم نبوت (یوم قرارداد اقلیت) روایتی تزک و احتشام کے ساتھ منایا گیا۔ چاروں صوبائی دارالحکومتوں کے علاوہ متعدد مقامات پر بھی اس سلسلہ میں اجتماعات و تقریبات منعقد ہوئیں۔ مختلف مکاتب فکر کے سرکردہ علماء کرام اور مقررین نے کہا کہ آج کا دن اس عزم کی تجدید کا دن ہے کہ ہم آقائے نامدار جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب رسالت و ختم نبوت کے لیے مر مٹنے کے سچے جذبے کے ساتھ اپنی جدوجہد جاری رکھیں گے۔

تحریک ختم نبوت کے ممتاز رہنما اور مجلس احرار اسلام کے مرکزی امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے اس موقع پر اپنے پیغام میں کہا کہ انگریزی استبداد کی کوکھ سے جنم لینے والے فتنۂ منکرین ختم نبوت نے مرزا غلام احمد قادیانی کی شکل میں ہندوستان کے مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لیے چوٹی کا زور لگایا اور جذبۂ توحید و جہاد اور عقیدۂ ختم نبوت پر مسلسل وار کیے۔ انھوں نے کہا کہ مجلس احرار اسلام نے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں اکتوبر 1934ء کو قادیان میں قادیانیوں اور انگریزی نبی کی جھوٹی نبوت کے تسلط کو توڑا اور پوری دنیا کو قادیانی دجل و فریب کی حقیقت سے آگاہ کیا۔ علامہ محمد انور شاہ کشمیری، علامہ محمد اقبال اور مولانا ظفر علی خان نے اپنی تحریروں، تقریروں اور شعر و سخن کے ذریعے پوری دنیا کو اس فتنے کی تباہ کاریوں

سے روشناس کرایا۔علاوہ ازیں مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام مرکزی دفتر نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں یوم تحفظ ختم نبوت کے سلسلے میں مرکزی اجتماع مجلس احرار اسلام کے بزرگ رہنما چودھری محمد اکرام احرار کی زیر صدارت منعقد ہوا جس سے مجلس احرار اسلام کے مرکزی ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری، قاری جمیل الرحمٰن اختر، مولانا شمس الرحمان معاویہ، محمد متین خالد، قاری محمد یوسف احرار اور دیگر مقررین نے خطاب کیا۔سید محمد کفیل بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی ملکی استحکام اور سلامتی کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں۔حکمران امریکی احکام کی تعمیل میں کلیدی عہدوں پر قادیانیوں کو مسلط کر رہے ہیں۔انھوں نے کہا کہ ہم قادیانیوں کو اپنی اقلیتی حیثیت سے تجاوز نہیں کرنے دیں گے۔انھوں نے کہا کہ ختم نبوت کا عقیدہ ہمارے ایمان کا لازمی جزو اور دین اسلام کی اساس ہے۔انھوں نے کہا کہ اس عقیدے کے تحفظ کے لیے 1953ء کی تحریک ختم نبوت میں ہزاروں شہداء نے اپنے خون کا نذرانہ پیش کیا جس سے نتیجے میں 7 ستمبر 1974ء کو پارلیمنٹ کے فلور پر متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔پاکستان شریعت کونسل کے رہنما قاری جمیل الرحمٰن اختر نے کہا کہ 7 ستمبر کا دن ہمیں یاد دلاتا ہے کہ مسلمانوں تمام اختلاف کو بالائے طاق رکھتے ہوئے عقیدہ ختم نبوت کی مضبوط ترین قدر مشترک پر اکھٹے ہو جائیں اور مرزائیوں کی چالوں اور سازشوں کو سمجھ کر اپنا لائحہ عمل طے کریں۔انھوں نے کہا کہ بعض قوتیں اس آئینی فیصلے کو سبوتاژ کرنے کی کوششیں کر رہی ہیں۔ان شاء اللہ ایسی تمام قوتیں ناکام ونامراد ہوں گی اور مجاہدین ختم نبوت کامیاب وکامران ہوں گے۔مولانا شمس الرحمٰن معاویہ نے کہا کہ قادیانی اسلام کا لبادہ اوڑھ کر پوری دنیا میں کفر وارتداد پھیلا رہے ہیں پوری دنیا میں تحفظ ختم نبوت کا کام کرنے والی تنظیمیں اس فتنے کی سرکوبی کے لیے پوری طرح سرگرم عمل ہیں اور مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت سے پوری دنیا کو آگاہ کر رہی ہے۔قاری محمد یوسف احرار نے کہا کہ قادیانیوں نے پاکستان کو سچے دل سے تسلیم نہیں کیا اور وہ اب بھی پاکستان کی سلامتی کے خلاف خطرناک سازشوں میں مصروف ہیں۔انھوں نے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو شعائر اسلامی کے استعمال سے روکنے کے لیے امتناع قادیانیت آرڈیننس 1984ء پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے۔

چیچہ وطنی میں مرکزی مسجد عثمانیہ میں یوم تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں ایک اجتماع مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری جنرل عبد اللطیف خالد چیمہ کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں شیخ الحدیث مولانا ارشاد احمد، مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر مولانا منظور احمد اور حافظ حکیم محمد قاسم کے علاوہ مرکزی انجمن تاجران کے صدر شیخ محمد حفیظ، مسلم لیگ (ن) کے رہنما شیخ عبدالغنی اور دیگر مقررین نے خطاب کیا۔مقررین نے کہا کہ انٹرنیشنل لابنگ کے ذریعے قادیانی پاکستانی سیاسی جماعتوں خصوصاً پیپلز پارٹی میں اپنا اثر ونفوذ بڑھا رہے ہیں بعض مقتدر حلقے اور حکومتی ٹیم کے ارکان قانون توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم کرنے کی باتیں کر کے مسلمانوں کی دل آزاری کا موجب بن رہے ہیں اور دین اسلام کے عقائد ہو ذبح کیا جا رہا ہے۔مجلس احرار اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ شہداء ختم نبوت کے پیغام کو عام کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہم امریکی استبداد اور بیرونی دباؤ سے آزادی کی جنگ لڑنے کے لیے کمربستہ ہو جائیں۔علاوہ ازیں مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام ملک کے مختلف شہروں میں 7 ستمبر کی صبح شہدائے ختم نبوت کے ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا اور تحفظ ختم نبوت کے لیے قربانی دینے والوں کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔مجلس احرار اسلام ملتان اور تحریک طلباء اسلام ملتان کے زیر اہتمام دار بنی ہاشم میں سید عطاء المنان بخاری نے تقریب سے خطاب کیا۔مولانا محمد مغیرہ نے مسجد احرار چناب نگر، مولانا محمد طیب چنیوٹی نے مدنی مسجد چنیوٹ اور مولانا تنویر نقوی نے مسجد ابوبکر صدیق تلہ گنگ میں یوم تحفظ ختم نبوت کی تقاریب سے خطاب کیا۔

علاوہ ازیں لندن سے آمدہ اطلاعات کے مطابق ختم نبوت اکیڈمی لندن میں عبدالرحمٰن باوا اور سہیل باوا، جرمنی میں سید منیر احمد شاہ بخاری، ڈنمارک میں محمد اسلم علی پوری نے اس حوالے سے کہا ہے کہ عالمی سطح پر بھی تحفظِ ختم نبوت کا مشن آگے بڑھ رہا

ہے۔ اِن رہنماؤں نے کہا کہ پاکستان کے ایٹمی اثاثوں کے خلاف قادیانی جماعت بین الاقوامی سطح پر خطرناک مہم چلا رہی ہے۔ مجلس احرارِاسلام برطانیہ کے امیر شیخ عبدلواحداور سیکرٹری جنرل عرفان اشرف چیمہ نے 7رستمبر کے حوالے سے کہا ہے کہ پاکستانی حکمرانوں اور سیاستدانوں کوقادیانیوں کی سازشوں سے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔

الطاف حسین کی طرف سے قادیانیوں کی حمایت آئین سے انحراف اور سامراج کی خوشنودی ہے (متحدہ تحریک ختم نبوت)

چیچہ وطنی (10رستمبر) متحدہ تحریکِ ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان نے ایم کیوایم کے قائد الطاف حسین کی طرف سے فتنۂ اِرتدادِ مرزائیہ کی حمائت میں بیانات وانٹرویو اور مؤقف کو اِنتہائی شرانگیز، آئین سے انحراف اور ملک وملت سے غداری قرار دیتے ہوئے مسترد کیا ہے اور کہا ہے کہ قرآن وسنت، اجماعِ امت اور 1973ء کے متفقہ آئین کی روشنی میں لاہوری وقادیانی مرزائی دائرہ اسلام سے خارج ہیں قادیانی جماعت کوئی فرقہ نہیں بلکہ منکرینِ ختمِ نبوت کا ایسا خطرناک گروہ ہے جو مرزا غلام احمد قادیانی کے کفرو اِرتداد کو اسلام کے نام پر متعارف کرواکر زَندقہ کا مرتکب ہورہا ہے، ختمِ نبوت رابطہ کمیٹی کی قیادت نے الطاف حسین سے سوال کیا ہے کہ وہ اپنی پوزیشن واضح کریں کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو کیا سمجھتے ہیں؟ اگر الطاف حسین مسلمان ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں تو پھر یاد رکھیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے کہا تھا کہ ''جو مجھے نہیں مانتا وہ کنجریوں کی اولاد ہے''۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری، پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہدالراشدی، انٹرنیشنل ختمِ نبوت موومنٹ کے سیکرٹری مولانا محمد الیاس چنیوٹی، مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری جنرل اور متحدہ تحریکِ ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان کے کنونیئر عبداللطیف خالد چیمہ نے ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ 1974ء میں پاکستان کی قومی اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تھا جبکہ 1984ء میں ایک آرڈیننس کے ذریعے قادیانیوں کو اسلامی علامات وشعائر کے استعمال سے قانوناً روک دیا گیا تھا لیکن قادیانی آئینی قرارداد اور اعلیٰ عدالتی فیصلوں کو ماننے کی بجائے پوری دنیا میں ان کے خلاف مخالفانہ مہم چلا رہے ہیں اور قادیانیوں کی اسرائیلی فوج میں تعیناتی اور اسرائیل کے قادیانی مشن کا اسلام اور پاکستان کے خلاف پراپگنڈہ مہم عالمی سطح پر کوئی راز نہیں رہا ایسے میں الطاف حسین کی طرف سے قادیانیوں کو مظلوم قرار دینا، ان کو حمائت دینا اور پنجاب میں قادیانی ایم کیوایم کے اشتراک سے اپنی خطرناک مہم کو منظّم کرنے جیسی خبریں کسی بڑے خطرے کا الارم ہوسکتا ہے ختمِ نبوت رابطہ کمیٹی کے رہنماؤں نے واضح کیا کہ نامساعدِ حالات کے باوجود دینی جماعتیں اس حساس مسئلہ پر بیداری کا مظاہرہ کریں گی اور قادیانی اور قادیانی نواز سیاستدانوں اور لادین وملک دشمن عناصر کی اِس قسم کی کارروائیوں کے سدباب کے لیے اپنا بھرپور کردار ادا کریں گی۔ مولانا زاہدالراشدی نے کہا کہ فاروق ستار، حیدرعباس رضوی، بابر غوری، فیصل سبزواری، خوش بخت شجاعت اور محمد وسیم اختر سمیت ایم کیوایم کی قیادت اپنے قائد کے عقیدے کے بارے میں قوم کو بتائے؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ مذہبی رواداری کے نام پر قادیانیوں کو مسلمانوں کی صفوں میں شامل کرنے کی کوئی گھناؤنی سازش ہورہی ہو، مجلس احرارِاسلام کے مرکزی رہنما سید محمد کفیل بخاری اور مولانا محمد مغیرہ نے کہا ہے کہ اپنے انٹرویو میں الطاف حسین کا یہ کہنا کہ ''قادیانیوں کا کلمہ وہی ہے جو مسلمانوں کا ہے اور وہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی مانتے ہیں'' سراسر جھوٹ اور قادیانیوں کے کفر پر پردہ ڈالنے کے مترادف ہے الطاف حسین اور ایم کیوایم کو قادیانی لٹریچر کا مطالعہ کرنے کے لیے قادیانی عینک اتار دینی چاہیے۔

الطاف حسین امریکہ وبرطانیہ کے اشارے پر قادیانیوں کی حمایت کررہے ہیں۔ (سید عطاءالمہیمن بخاری)

ملتان (11رستمبر) ایم کیوایم کے قائد الطاف حسین کی جانب سے قادیانیوں کی کفریہ کارروائیوں کی کھلم کھلا حمایت کے خلاف جمعہ 11رستمبر کو متحدہ ختم نبوت رابطہ کمیٹی اور مجلس احرار اسلام کے زیر اہتمام ملک بھر میں ''یوم مذمت قادیانیت'' منایا گیا۔ مرکز احرار، دارِ بنی ہاشم ملتان میں جمعہ کے ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن

بخاری نے کہا کہ الطاف حسین مفتی بننے کی کوشش مت کریں۔ اُن پر دفاع قادیانیت کے الہام جن ''فرنگی فرشتوں'' کی طرف سے اتر رہے ہیں۔ امت مسلمہ انہیں خوب پہچانتی ہے۔ قادیانی عہد حاضر کے سب سے بڑے سامراجی ایجنٹ اور استعماری گماشتے ہیں۔ اسلام کی چودہ سوسالہ تاریخ میں ختم نبوت سے انحراف یا انکار کی کسی صورت کو کبھی برداشت نہیں کیا گیا۔ مرتد کو ہمیشہ مرتد کہا جائے گا اور دین دشمن کو دین دشمن ہی بتلایا جائے گا۔ پاکستان کا آئین قادیانیوں سمیت تمام اقلیتوں کی حیثیت واضح طور پر متعین کرتا ہے۔ اس حیثیت کو تسلیم کرنے والی ہر اقلیت قابل احترام ہے۔ قادیانیوں نے ہمیشہ آئین پاکستان کے احترام کی بجائے اُسے چیلنج کرنے کا رویہ اختیار کیا ہے۔ افسوس ناک بات یہ ہے کہ آج ایم کیوایم جیسی بڑی سیاسی جماعت کا قائد تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہوئے قادیانیوں کی بے جا وکالت کررہا ہے۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ ملک میں بڑھتی ہوئی امریکی مداخلت اور داخلی خلفشار کی تشویش ناک صورت حال کے موقع پر قادیانیوں کے حق میں الطاف حسین کی حالیہ بیان بازی نہایت معنی خیز ہے۔ اس سلسلے میں الطاف حسین کا وضاحتی بیان ناقص اور ناکافی ہے۔ وہ لندن نشین قادیانی قیادت کا ''حق ہمسائیگی'' ادا کرنے کے شوق میں مسلمہ اعتقادی، آئینی اور اخلاقی حدود پامال کرنے اور اپنے منصب کے تقاضے یکسر فراموش کرنے کے مرتکب ہوئے ہیں۔ قادیانی، برطانیہ اور امریکہ کے لے پالک اور اسرائیل اور بھارت کے دست وبازو ہیں۔ وہ دین سے بغاوت اور مسلمانوں سے دشمنی کا رویہ ترک کر کے ہی امت محمدیہ کا حصہ بن سکتے ہیں۔ بصورت دیگر منکرین ختم نبوت کی جانب سے سازش اور فریب دہی کی ہر صورت، ہر قیمت پر ناکام بنادی جائے گی۔

الطاف حسین کھل کر بتائیں کہ وہ مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں کو کیا سمجھتے ہیں۔ (قائدین تحریک ختم نبوت)

لاہور (11 ستمبر) متحدہ تحریکِ ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان، مجلس احرارِ اسلام، انٹرنیشنل ختمِ نبوت موومنٹ اور دیگر تنظیموں کے زیر اہتمام ایم کیوایم کے قائد الطاف حسین کے عقیدہ ختمِ نبوت کے حوالے سے توہین آمیز بیانات اور قادیانی گروہ کی بے جا حمایت کو انتہائی خطرناک قرار دیتے ہوئے شدید الفاظ میں مذمت کی گئی ہے مجلس احرارِ اسلام کے قائد سید عطاء المہیمن بخاری نے ملتان، پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی نے گوجرانوالہ، سید محمد کفیل بخاری نے کراچی، مولانا محمد الیاس چنیوٹی نے چنیوٹ، مولانا محمد عبدالرؤف فاروقی اور قاری محمد یوسف احرار نے لاہور، مولانا عبدالرشید انصاری اور سید محمد ذکریا شاہ نے فیصل آباد میں اجتماعات جمعتہ المبارک میں اپنے خطابات میں ایم کیوایم کے قائد الطاف حسین کے شرانگیز انٹرویو اور بیانات کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا اور کہا کہ قادیانیوں کی حمایت حاصل کر کے الطاف حسین ملک میں مزید افراتفری پیدا کر کے بیرونی آقاؤں کا حق الخدمت ادا کرنا چاہتے ہیں۔ اِن رہنماؤں نے کہا کہ کراچی کی عوام سے ہم اپیل کرتے ہیں کہ وہ منکرینِ ختمِ نبوت کو پنپنے کا موقع دینے والے الطاف حسین کی حمایت ترک کرنے کا اعلان کریں اور ایم کیوایم کی قیادت اور کارکنوں سے کہتے ہیں کہ وہ اپنے قائد سے سوال کریں کہ وہ قادیانیوں کو مسلمانوں کی صفوں میں کھڑا کر کے کس کی جنگ لڑ رہے ہیں کہیں ایسا تو نہیں کہ ایم کیوایم اور قادیانی سربراہ مرزا مسرور احمد دین وملت دشمنی پر اکٹھے ہوچکے ہوں۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے منصبِ رسالت وختمِ نبوت کے ساتھ وابستگی ہر مسلمان کی متاعِ گراں ہے۔ ہم اِس وابستگی کو زندگی بھر قائم رکھیں گے۔ انھوں نے کہا کہ کراچی کو مقتل گاہ بنانے والے اپنا رُخ قادیانیوں کے کیمپ میں بیٹھ کر پنجاب کی طرف کرنے کی سازش کررہے ہیں۔ مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ آئین اور دستور کے مطابق عقیدۂ ختمِ نبوت کے خلاف تبلیغ جرم ہے لیکن الطاف حسین قادیانیوں کو یہ حق دلوانے کی بات کررہے ہیں کہ ان کو اِرتداد پھیلانے کی کھلی چھٹی ہونی چاہیے۔ اسلاماً اور قانوناً قادیانی پاکستان اور آئین پاکستان کے باغی ہیں۔ علاوہ ازیں متحدہ تحریکِ ختمِ نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان کے کنونیئر اور مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے ایک بیان میں کہا کہ الطاف حسین تحفظِ ختم نبوت کے حوالے سے موجودہ تحریک کا کسی خودساختہ بیان سے رُخ نہیں بدل سکتے اگر وہ صاف ہیں تو کھل کر بتائیں کہ مرزا غلام

احمد قادیانی اور قادیانی جماعت کو کیا سمجھتے ہیں؟ مُحسنِ انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کو انسانی حقوق کے نام پر جواز فراہم کرنا کون سی انسانیت کی خدمت ہے، انھوں نے کہا کہ الطاف حسین کا یہ دعویٰ کہ قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام کی بڑی خدمات ہیں سراسر خلافِ واقعہ ہے قادیانی ڈاکٹر عبدالسلام نے پاکستان کے ایٹمی اثاثے امریکہ کو فراہم کئے اس کی گواہی سابق وزیر صاحبزادہ یعقوب علی خاں نے دی جو تاریخ کے ریکارڈ پر ہے، خالد چیمہ نے کہا کہ الطاف حسین کہتے ہیں کہ وہ قائداعظم اور علامہ اقبال کا پاکستان چاہتے ہیں ہم پوچھتے ہیں کہ وہ بتائیں کہ پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ چودھری ظفر اللہ خاں نے قائداعظم کا جنازہ پڑھنے سے کیوں انکار کر دیا تھا؟ اور یہ کہ شاعرِ مشرق علامہ اقبال نے سب سے پہلے یہ مطالبہ کیوں کیا تھا کہ قادیانیوں کو ملتِ اسلامیہ سے الگ کیا جائے۔

الطاف حسین نے شعائرِ اسلامی کی توہین، قادیانیت کی حمایت کی ہے۔ (سید منور حسن)

چیچہ وطنی (13 رستمبر) جماعتِ اسلامی پاکستان کے امیر سید منور حسن نے کہا ہے کہ ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین نے جس انداز میں شعائرِ اسلامی کی توہین اور قادیانیت کی تائید وحمائت کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اُمتِ مسلمہ کے چودہ سو سالہ متفقہ عقیدے پر وار کرنا چاہتے ہیں یہ بدترین کفر پروری ہے اور قادیانیت نوازی ہے۔ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ سے ٹیلی فون پر گفتگو کے دوران انھوں نے کہا کہ جماعتِ اسلامی اس مسئلہ پر تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت کی مکمل تائید وحمائت جاری رکھے گی اور اسلام اور وطنِ عزیز کے خلاف ہونے والی سازشوں کو بے نقاب کرنے میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھے گی۔

مسلمان، قانونِ توہینِ رسالت کو بدلنے کی ہر کوشش کو ناکام بنا دیں گے۔ (قائدینِ احرار)

لاہور (13 رستمبر) مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری، سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری اور قاری محمد یوسف احرار نے مختلف واقعات وحادثات کی آڑ میں قانون توہینِ رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ترمیم کے لیے جائزہ کمیٹی کی قیام کی خبر پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ آئے دن حکمرانوں اور مقتدر حلقوں کی طرف سے 295-c کے خلاف معاندانہ مہم شروع کی جاتی ہے۔ پوری قوم اس قسم کے بیانات کو مسترد کرتی چلی آرہی ہے۔ احرار رہنماؤں نے کہا کہ یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ ''قانون کا صحیح استعمال نہیں ہو رہا اس لیے اس کا از سرِ نو جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔'' احرار رہنماؤں نے کہا قانون تحفظِ ناموسِ رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) اور قانون تحفظِ ختمِ نبوت کے خلاف عالمی اداروں کے ایماء پر حکومتی ادارے خطرناک سازشوں میں مصروف ہیں لیکن سب کو یاد رکھنا چاہیے مسلمان اس قسم کے فیصلے ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ احرار رہنماؤں نے مزید کہا کہ ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین کو پینترا بدلنے کے بجائے کفر نوازی اور قادیانیت کی حمایت سے کھل کر توبہ کا اعلان کرنا چاہیے۔

پشاور میں قادیانیوں کی حمایت پر الطاف حسین کے خلاف ن لیگ کا مظاہرہ

متحدہ کے قائد کا پتلا نذرِ آتش، مظاہرین کی ایم کیو ایم کے خلاف سخت نعرہ بازی، معافی کا مطالبہ

الطاف حسین نے ہمیشہ اسلام اور پاکستان مخالفین کی حمایت کی ہے۔ مقررین کا خطاب

پشاور (آن لائن) مسلم لیگ (ن) کے کارکنوں نے ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین کی جانب سے قادیانیوں کی حمایت پر ان کے خلاف اتوار کو چوک یادگار میں احتجاجی مظاہرہ کیا۔ مظاہرین نے ایم کیو ایم اور الطاف حسین کے خلاف سخت نعرہ بازی کی۔ مظاہرین نے بینرز اور پلے کارڈ اٹھا رکھے تھے جن پر ایم کیو ایم کے خلاف نعرے درج تھے۔ مظاہرین کی قیادت مسلم لیگ (ن) سٹی میڈیا ایڈوائزر حاجی ارشد جاوید گوڑ واڑہ اور سردار امجد علی کر رہے تھے۔ مظاہرین نے اس موقع پر الطاف حسین کا پتلا جلایا۔ مظاہرے سے خطاب کرتے ہوئے مقررین نے کہا کہ الطاف حسین کی جانب سے قادیانیوں کی حمایت پر ہم شدید مذمت کرتے ہیں اور وہ قوم

سے اجتماعی معافی مانگیں۔ بزدل لیڈر لندن میں بیٹھ کر ایسے بیانات جاری کر رہا ہے جو کہ ان کو زیب نہیں دیتے۔ انھوں نے ہمیشہ اسلام مخالف اور پاکستان مخالف تنظیموں اور افراد کی حمایت کی ہے اور ان افراد کی حمایت پر وہ لندن میں بیٹھ کر اپنے اخراجات چلا رہا ہے۔ انھوں نے کہا کہ الطاف حسین کی جانب سے قادیانیوں کی حمایت سے ثابت ہوا ہے کہ وہ کبھی بھی اسلام اور پاکستان کے ساتھ مخلص نہیں رہا۔ انھوں نے حکومتِ پاکستان سے مطالبہ کیا کہ انٹرپول کے ذریعے ان کی گرفتاری کے لیے وارنٹ جاری کیا جائے اور ملک بھر میں بلدیاتی نظام کو فوری طور پر معطل کیا جائے۔ (روزنامہ ''جسارت'' کراچی 14 ستمبر 2009ء)

لفظی وضاحت قبول نہیں، الطاف حسین قادیانیت نوازی پر معافی مانگیں، مولانا عزیز الرحمٰن، مولانا اللہ وسایا

الطاف حسین کے تائب ہونے تک بائیکاٹ کیا جائے، ایم کیو ایم کے رہنماؤں اور کارکنوں سے اپیل

اسلام آباد (آن لائن) الطاف حسین بدترین قادیانیت نوازی پر اللہ رب العزت اور قوم سے مشروط معافی مانگیں اور فی الفور قادیانی حمایت ترک کر دیں۔ وہ لفظی وضاحتوں اور سیاسی بیانات کے ذریعے عوام کی آنکھوں میں دھول نہ جھونکیں۔ الطاف حسین کی وضاحت پر اظہارِ اطمینان کے بارے میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں کی طرف سے منسوب بیان بالکل غلط اور من گھڑت ہے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری (ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت) مولانا اللہ وسایا (مرکزی ناظم تبلیغ)، مولانا محمد اکرم طوفانی (ڈپٹی سیکرٹری جنرل)، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی (مرکزی مبلغ)، مولانا محمد طیب فاروقی (ترجمان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت) اور دیگر نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں کیا۔ انھوں نے کہا کہ الطاف حسین ایک عرصے سے قادیانیوں کی مکمل حمایت اور پشت پناہی کر رہے ہیں اور وہ قادیانی مقاصد کی تکمیل کے لیے عملاً سرگرم ہیں۔ ان کی قادیانیت نوازی کے ٹھوس شواہد اور خود ان کے بیانات ریکارڈ پر موجود ہیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں نے دو روز قبل اخبارات میں شائع ہونے والے اس بیان کو من گھڑت اور جھوٹا قرار دیا۔ جس میں یہ دعویٰ کیا گیا تھا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں نے الطاف حسین کی وضاحت پر اظہارِ اطمینان کیا ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں نے کہا کہ یہ بیان بعض مفاد پرست عناصر نے جعل سازی کے ذریعے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے منسوب کیا تھا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں نے الطاف حسین سے کہا کہ وہ وقتی مفادات کی خاطر اپنی آخرت برباد نہ کریں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں نے ایم کیو ایم کے عہدیداروں اور کارکنوں سے اپیل کی ہے کہ وہ الطاف حسین کو قادیانیت نوازی سے باز رکھنے کے لیے اپنا کردار ادا کریں اور جب تک وہ قادیانیوں کی حمایت ترک نہیں کر دیتے اس وقت تک ان کی کسی قسم کی حمایت نہ کریں۔ (روزنامہ ''جسارت'' کراچی 14 ستمبر 2009ء)

گورنر پنجاب سلمان تاثیر دینی غیرت وحمیت سے محروم شخص ہے۔ سید عطاء المہیمن بخاری، مولانا زاہد الراشدی

چیچہ وطنی (17 ستمبر) مختلف دینی وسیاسی جماعتوں نے حکومت اور گورنر پنجاب کی طرف سے قانون توہین رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ختم کرنے کے اعلان پر سخت ردِعمل ظاہر کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ سب کچھ ملک کی نظریاتی وجغرافیائی سرحدوں کو کمزور کرنے کے لیے سازشیں ہو رہی ہیں۔ مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ مختلف حوادث کا حوالہ دے کہ تحفظ ناموس رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قانون کے خلاف جو مہم بنائی جا رہی ہے اور سرکار اور سرکار کے حاشیہ بردار جس طرح اس مہم میں پیش پیش ہیں۔ اِس سے لگتا ہے کہ کچھ طاقتیں 295-سی کے درپے ہیں لیکن ہم کہتے ہیں کہ یہ قانون ملک کی نظریاتی وجغرافیائی سرحدوں کی ڈیفنس لائن کی حیثیت رکھتا ہے اور اس کو ختم کرنے کے لیے جو عذر گھڑے جا رہے ہیں ان کی کوئی حیثیت نہیں۔ پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی نے کہا ہے کہ ریاست کا بنیادی نظریہ اسلام

ہے۔اسلامی قوانین اور دستور کی اسلامی شقیں ہرگز امتیازی قوانین نہیں۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منصبِ رسالت و ختمِ نبوت کا آئینی تحفظ ریاست کی ذمہ داری ہے اور مسلمانوں کے بنیادی عقیدے کا دفاع بھی۔انھوں نے کہا کہ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ قانون کا غلط استعمال ہو رہا ہے تو اس سے یہ جواز فراہم نہیں ہوتا کہ قانون کو ہی ختم کر دیا جائے۔انھوں نے کہا کہ تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ 302 اور 307 کا دن رات غلط اور صحیح استعمال ہو رہا ہے، کبھی کسی نے یہ نہیں کہا کہ ان قوانین کو ہی ختم کر دینا چاہیے۔

متحدہ تحریکِ ختمِ نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان کے کنوینرعبداللطیف خالد چیمہ نے بتایا ہے کہ قانونِ توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف معاندانہ مہم اور ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین کے قادیانیت کی حمایت میں بیانات کے حوالے سے عیدالفطر کے بعد متحدہ تحریکِ ختمِ نبوت کی مرکزی رابطہ کمیٹی کا اجلاس طلب کیا جا رہا ہے جس میں تمام مکاتبِ فکر اور دینی وسیاسی رہنما اگلے لائحہ عمل کا اعلان کریں گے۔انھوں نے اپنے بیان میں کہا کہ نامساعد حالات کے باوجود مسلمان اِن قوانین میں ترمیم یا ترمیم کے نام پر ختم کرنے کی خطرناک سازش کو کسی صورت قبول نہیں کریں گے اور ہر سطح پر مزاحمت کی جائے گی۔علاوہ ازیں جماعت اسلامی پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل ڈاکٹر فرید احمد پراچہ اور جمعیت علماء اسلام پنجاب کے سیکرٹری جنرل مولانا عبدالرؤف فاروقی نے کہا ہے کہ 295 سی کو ختم کرنے کی باتیں دینی وقومی غیرت کی نفی کرتی ہیں اور ایسا کرنے کی کوشش کرنے والے ملک کو مزید انارکی کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔انھوں نے کہا کہ الطاف حسین اور قادیانیوں کے حامی حکمران وسیاستدان ملک میں خانہ جنگی کی کیفیت پیدا کرنا چاہتے ہیں اور یہ سب کچھ امریکی تابعداری اور کفر پروری کی نحوست ہے۔دینی جماعتیں بلیک واٹر اور اسلام دشمنی جیسے اہم ایشوز پر ہر ممکن مزاحمت کریں گی۔

گورنر پنجاب طے شدہ مسائل کو متنازعہ بنا کر امن تباہ کرنا چاہتے ہیں

ملتان (17رستمبر) مجلس احرار اسلام پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری نے گورنر پنجاب کی طرف سے ''قانونِ توہین رسالت'' کے خاتمے کے بیان کی شدید مذمت کی ہے۔انھوں نے کہا کہ گورنر پنجاب ملک کا امن تباہ کرنا چاہتے ہیں۔اسلام میں اقلیتوں کے حقوق کا مکمل تحفظ ہے مگر گورنر پنجاب اقلیتوں کو توہین رسالت کی آزادی واجازت بھی ساتھ دینا چاہتے ہیں۔انھوں نے کہا کہ طے شدہ آئینی مسائل کو نہ چھیڑا جائے۔قانون توہین رسالت ختم ہوا تو ملک میں خانہ جنگی شروع ہو جائے گی۔انھوں نے کہا کہ ایک بین الاقوامی سازش کے تحت پاکستان میں توہین رسالت اور توہین قرآن کے واقعات کرائے جا رہے ہیں تا کہ توہین کے متعلق قوانین منسوخ کرائے جا سکیں۔سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ قانونِ توہینِ رسالت کو چھیڑا گیا تو شدید مزاحمت کی جائے گی۔

الطاف حسین نے امتِ مسلمہ کے زخموں پر نمک پاشی کی ہے۔(مولانا محمد الیاس چنیوٹی)

چنیوٹ (17رستمبر) انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے امیر مولانا محمد الیاس چنیوٹی (ایم پی اے) نے ایک بیان میں کہا ہے کہ الطاف حسین (قائد ایم کیو ایم) نے قادیانیوں کو مسلمان کہہ کر امتِ مسلمہ کے زخموں پر نمک پاشی کی ہے۔مرزا غلام احمد قادیانی نے ختم نبوت کا انکار کیا ہے اور اپنے لیے امام مہدی، مثیل مسیح، مسیح ابن مریم، ظلی بروزی نبی اور محمد الرسول ہونے کا دعویٰ کرنے کے علاوہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں سخت گستاخی کی ہے۔آپ کی نانیاں اور دادیاں تجویز کر کے انھیں ننگی گالیاں بکی ہیں۔حضرت حسین، حضرت فاطمہ، خلفاء راشدین اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سخت توہین کی ہے اور فریضۂ جہاد کا انکار کر کے جہاد کرنے والوں کو دشمن خدا قرار دیا ہے۔علامہ اقبال نے مرزا قادیانی کے کفریہ عقائد کی بنا پر اس ٹولہ کو اسلام اور وطن کا غدار قرار دیا ہے۔قادیانیوں کو مسلمان کہنا اور توہین رسالت ایکٹ کو مٹانے کی آوازیں یہ قادیانیوں کو خوش کرنے کے لیے ہیں۔ایم کی ایم اور پیپلز پارٹی قادیانیوں کی جھوٹی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لیے جھوٹے بیان داغ رہی ہے۔ملک قسیم پشاوری قادیانی ٹریول ایجنٹ نے حاجیوں کے روپ میں قادیانیوں کو سعودی عرب میں داخل کرانے کی کوشش کی ہے۔ملک قسیم کو دیا گیا حج کوٹہ کینسل کیا جائے اور جن افسروں

نے لائسنس جاری کیا ہے، ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔

الطاف حسین کی بدترین قادیانیت نوازی پر ملک بھر میں احتجاج

لاہور (18 ستمبر) گورنر پنجاب کی طرف سے قانون توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم کر دینے کے بیان اور ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین کی بدترین قادیانیت نوازی کے خلاف گزشتہ روز دینی جماعتوں کی اپیل پر ملک بھر میں ”یومِ احتجاج“ منایا گیا علماء کرام اور خطباء عظام نے جمعۃ الوداع کے موقع پر اپنی اپنی مساجد میں صدائے احتجاج بلند کی، مذمتی قراردادیں منظور کی گئیں اور اس عزم کا اظہار کیا کہ سب کچھ قربان کر کے بھی ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کریں گے اور تحفظ ختم نبوت سمیت آئین کی اسلامی دفعات کا تحفظ کرتے رہیں گے مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری، قاری شبیر احمد عثمانی نے چناب نگر، پاکستان شریعت کونسل کے سیکرٹری جنرل مولانا زاہد الراشدی نے گوجرانوالہ، مولانا محمد الیاس چنیوٹی اور مولانا عبدالرؤف فاروقی اور قاری محمد یوسف احرار نے لاہور، سید محمد کفیل بخاری نے ملتان اور دیگر رہنماؤں نے مختلف مقامات پر اجتماعاتِ جمعۃ المبارک میں کہا کہ گورنر پنجاب کا یہ کہنا کہ قانون توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ختم کرنا چاہیے بذاتِ خود توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں آتا ہے اور یہ ذوالفقار علی بھٹو مرحوم کے تحفظ ختم نبوت کے کردار سے انحراف اور آئین سے غداری ہے۔ سید عطاء المہیمن بخاری نے اپنے خطاب میں کہا کہ شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کے نام پر تنقید کا حق مانگا جا رہا ہے اور دین دشمنوں اور قادیانیوں کو نوازا جا رہا ہے ہم کٹ مریں گے لیکن ناموس رسالت صلی اللہ علی وسلم پر آنچ نہیں آنے دیں گے، مولانا زاہد الراشدی نے اپنے خطاب میں کہا کہ تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور تحفظ ختم نبوت جیسے قوانین ہرگز امتیازی قوانین نہیں اسلام کے نام پر بننے والے ملک کے حکمران قیام ملک کے مقاصد اور 1974ء کے آئین سے بغاوت کر رہے ہیں اور یہ سب کچھ امریکی تابعداری کی بدترین مثال ہے، سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ اِن قوانین کو ختم کرنے والے خود ختم ہو جائیں گے۔ مولانا عبدالرؤف فاروقی نے کہا کہ موجودہ حکومت اسلامی تعلیمات کو مسخ کر رہی ہے۔ چیچہ وطنی کی مرکزی جامع مسجد کے باہر مجلس احرارِ اسلام کے زیر اہتمام زبردست احتجاجی مظاہرہ کیا گیا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا محمد ارشاد، مجلس احرار اسلام کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ اور حافظ حکیم محمد قاسم، جماعت اسلامی کے رہنما خان حق نواز درانی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اقتدار کے نشے میں بدمست حکمران اسلامی قوانین کو نہ چھیڑیں ورنہ ہم سروں پر کفن باندھ کر میدان میں نکل آئیں گے۔ گورنر پنجاب اور الطاف حسین کے بیانات دراصل قانون تحفظ ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم کرنے کی ناپاک کمپین کا حصہ ہے۔

قانونِ توہین رسالت کو ختم کرنے کی باتیں کرنے والا شریف انسان ہی نہیں۔ (سید محمد کفیل بخاری)

ملتان (18 ستمبر) مجلس احرار اسلام پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری نے کہا ہے کہ اپنی جانوں پر کھیل کر قانون توہین رسالت کی حفاظت کریں گے۔ گورنر پنجاب اور الطاف حسین قادیانیوں کی حمایت کر کے خدا کے غضب کو للکار رہے ہیں۔ وہ آج دارِ بنی ہاشم میں جمعۃ الوداع کے موقع پر احتجاجی خطاب کر رہے تھے۔ سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ صدر مملکت اور وزیر اعظم گورنر پنجاب کے منہ میں لگام دیں۔ انہوں نے کہا کہ سلمان تاثیر امریکہ و برطانیہ کی زبان بول رہے ہیں۔ انھوں نے کہا گورنر پنجاب روزِ اوّل سے متنازعہ ہیں۔ وہ قادیانیوں کی حمایت کر کے ملک میں خانہ جنگی کرانا چاہتے ہیں۔ صدر مملکت انہیں برطرف کر کے کسی شریف انسان کو گورنر مقرر کریں۔ جو شخص غیر مسلموں کو توہینِ رسالت کی آزادی دلانا چاہتا ہے وہ شریف انسان نہیں ہو سکتا۔ دارِ بنی ہاشم میں عوام نے احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ گورنر پنجاب یہود و نصاریٰ اور قادیانیوں کے ایجنٹ ہیں۔ انہیں پنجاب کے مسلمانوں پر حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں۔ سید کفیل بخاری نے کہا کہ نواز شریف مدینہ منورہ میں نمازیں پڑھ رہے ہیں اور ان کی حکومت والے صوبے میں توہین رسالت

ہورہی ہے۔شریف برادران حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے۔دریں اثناتحریک تحفظ ختم نبوت کے مولانا محمد اکمل تحریک طلباء اسلام ملتان کے سید عطاء المنان بخاری اور علی مردان قریشی نے بھی گورنر پنجاب کے حالیہ بیان پر احتجاج کیا۔

الطاف حسین اور سلمان تاثیر نے قادیانیوں کی حمایت کرکے کفر کا ارتکاب کیا ہے۔(عبداللطیف خالد چیمہ)

چیچہ وطنی (18 رستمبر) گورنر پنجاب اور متقتدر حلقوں کی طرف سے قانون توھین رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ترمیم کرنے کے بیانات اور ایم کیوایم کے قائد الطاف حسین کی بدترین قادیانیت نوازی کے خلاف مجلس احرارِ اسلام اور تحریک تحفظِ ختم نبوت چیچہ وطنی کے زیراہتمام مرکزی جامع مسجد کے باہر زبردست احتجاجی مظاہرہ کیا گیا مظاہرہ میں تحریک طلباء اسلام سمیت متعدد تنظیموں کے اراکین زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے سینکڑوں افراد نے شرکت کی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مولانا محمد ارشاد، مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ اور حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ایم کیوایم کے قائد الطاف حسین نے قادیانیوں کے کفر پر رضا ظاہر کرکے خود کفر کا ارتکاب کیا ہے اُنہیں یادرکھنا چاہیے کہ گورنر اور متعدد حلقوں کی طرف سے قانون توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم کرنے کے بیانات اسلام سے غداری ملک کے آئین سے انحراف اور بیانات اور ملک میں خانہ جنگی پیدا کرنے کی کوشش ہے مولانا محمد ارشاد نے مظاہرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مسلمان ہر چیز برداشت کرسکتا ہے لیکن توہین رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) برداشت نہیں کرسکتا،عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ الطاف حسین اور گورنر پنجاب نے آئینی بغاوت کی ہے اِن کے خلاف سپریم کورٹ کو سوموٹو ایکشن لینا چاہیے انھوں نے کہا کہ اسرائیل میں قادیانی مشن پاکستان کے ایٹمی اثاثوں کی تاک میں بیٹھا ہے اور حکمران بلیک واٹر جیسی ایجنسیوں کو پرموٹ کررہی ہے حافظ محمد عابد مسعود ڈوگر نے کہا کہ عاصمہ جہانگیر قماش کی بدکردار خواتین انسانی حقوق اور کلچر کے نام پر قادیانیت اور بدکاری وحرام کاری کو فروغ دے رہی ہیں حکمران اور الطاف حسین قادیانیت نوازی اور کفر پروری کرکے ملک کے قیام کے مقصد سے غداری کررہے ہیں،مظاہرے کے شرکاء نے حکومت،قادیانیوں اور الطاف حسین کے خلاف سخت نعرے بازی کی شرکاء نے مختلف بینرز اور پلے کارڈز اٹھار کھے تھے جن پر درج ذیل نعرے درج تھے:

- ☆ قانون توہین رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ترمیم ۔۔۔۔۔نامنظور نامنظور
- ☆ مرزائیوں کا جو یار ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔غدار ہے غدار ہے
- ☆ قانون توہین رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف گورنر پنجاب سلمان تاثیر کا بیان خود توہین رسالت ہے
- ☆ الطاف قادیانی گٹھ جوڑ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مردہ باد
- ☆ حکمرانو!۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔قادیانیت نوازی ترک کردو

متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی کا اجلاس 5 راکتوبر کو لاہور میں ہوگا۔(عبداللطیف خالد چیمہ)

لاہور (25 رستمبر) گورنر پنجاب اور متقتدر حلقوں کی طرف سے قانون توھین رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) پر تنقید اور ایم کیوایم کے قائد الطاف حسین کی طرف سے عقیدۂ ختم نبوت کی توھین اور بدترین قادیانیت نوازی کا جائزہ لے کر اس پر مشترکہ لائحہ عمل طے کرنے کے لیے ”متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی پاکستان“ کے زیراہتمام مختلف مکاتب فکر کے رہنماؤں کا ایک مشترکہ اجلاس 5-اکتوبر بروز پیر دس بجے صبح دفتر مرکزیہ مجلس احرارِ اسلام نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں منعقد ہورہا ہے۔ختم نبوت رابطہ کمیٹی کے مرکزی کنونیر عبداللطیف خالد چیمہ نے بتایا ہے کہ اِس مشترکہ اجلاس میں ”متحدہ تحریکِ ختم نبوت کی مرکزی رابطہ کمیٹی“ کے ارکان کے علاوہ دیگر دینی وسیاسی جماعتوں اور سرکردہ علماء کرام، وکلاء، دانشور اور صحافیوں کو بھی مدعو کیا جارہا ہے تاکہ موجودہ ملکی و بین الاقوامی صورتحال کے حوالے سے تعزیراتِ پاکستان کی دفعہ

295۔سی اور تحفظ ختم نبوت جیسے قوانین کو ختم کرنے کی خطرناک مہم کا جائزہ لے کر مشترکہ لائحہ عمل طے کیا جاسکے اور قوم کو بیدار کرنے کے لیے پالیسی وضع کی جاسکے بتایا گیا ہے کہ مختلف جماعتوں کے رہنماؤں سے رابطے شروع کردیئے گئے ہیں۔

رویتِ ہلال کا مسئلہ شعبہ فلکیات جامعۃ الرشید کی معاونت سے حل کیا جائے۔(سید عطاء المہیمن بخاری)

چیچہ وطنی (26ستمبر) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا ہے کہ رویت ہلال کے مسئلہ کو مسلکی تفریق کی بجائے مذہبی وقومی ہم آہنگی کے تناظر میں لینا چاہیے۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ ''چاند دیکھو اور روزہ رکھو'' انھوں نے کہا کہ ہمیں ہر حال میں اِس حدیث مبارک پر ہی عمل کرنا ہے۔ شرعی اور مصدقہ گواہیوں کے بغیر رویت کا علاقائی اعلان انتشار کا باعث ہے۔ چناب نگر سے ملتان جاتے ہوئے احرار میڈیا سنٹر چیچہ وطنی میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے انھوں نے کہا کہ رویت اور عید الفطر کے حوالے سے مفتی منیب الرحمٰن کا کردار قابل تحسین ہے۔ انھوں نے کہا کہ غلام احمد بلور کو جغرافیہ پڑھنا چاہیے اور دین وشریعت کی روشنی میں روئت ہلال کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ انھوں نے کہا کہ جامعۃ الرشید کراچی کا شعبۂ فلکیات بین الاقوامی معیار کے مطابق رویت کے مسئلہ پر اُمت کی صحیح رہنمائی کر رہا ہے۔ اُن کی رہنمائی سے پاکستان کی رویت ہلال کمیٹی کو بھی استفادہ کرنا چاہیے اور بلاوجہ تنازعہ پیدا کرنا یا اس قسم کے مسائل کو اُچھالنا اچھی بات نہیں ہے۔ انھوں نے اس بات پر زور دیا کہ رویت ہلال کمیٹی میں مستند ماہرینِ فلکیات کو شامل کرنے سے اختلاف کم ہوسکتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ رویت ہلال کمیٹی سے بلاوجہ اختلاف مسلمانوں کو تقسیم کرنے کے مترادف ہے۔

الطاف حسین کی قادیانیت نوازی پر احتجاج کرنے پر قاضی احمد نورانی کو خطبہ جمعہ سے روک دیا

کراچی (مانیٹرنگ ڈیسک) ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین کی طرف سے عقیدۂ ختم نبوت کی توہین اور قادیانیت نوازی کے خلاف لیاقت آباد کراچی میں احتجاج کرنے والے ممتاز عالم دین قاضی احمد نورانی کو خطبہ جمعہ دینے سے جبراً روک دیا گیا جبکہ 19ستمبر جمعۃ الوداع کے موقع پر حیدر آباد میں کھائی روڈ پر واقع حاجی شاہ مسجد کے پیش امام کی جانب سے متحدہ قومی موومنٹ کے قائد الطاف حسین کے کارکنوں اور قادیانیوں نے مسجد کو گھیرے میں لے لیا اور پیش امام قاری عبد الغفار اور نمازیوں کو دھمکیاں دیں۔ رات کو جب نمازِ تراویح ادا کی جارہی تھی تو دو بکتر بند گاڑیوں سمیت پولیس کی بھاری نفری حاجی شاہ مسجد پہنچ گئی اور مسجد کو گھیرے میں لے لیا۔ جس کے نتیجے میں نمازی مسجد میں محصور ہو کر رہ گئے۔ دو نمازیوں کو پولیس نے ایم کیو ایم کے ایماء پر گرفتار کرلیا۔

الطاف حسین اور گورنر پنجاب کی قادیانیت نوازی کی مذمت۔ شیخ عبد الحفیظ مکی، ڈاکٹر سعید احمد عنایت اللہ، عبد الرحمٰن باوا

لندن (مانیٹرنگ ڈیسک) ختم نبوت اکیڈمی لندن کے سربراہ عبد الرحمٰن باوا کی مہم پر برطانوی علماء کرام نے ایم کیو ایم کے قائد الطاف حسین اور گورنر پنجاب کے قانون توہین رسالت (صلی اللہ علیہ وسلم) پر تنقید اور قادیانیت کی حمایت میں بیان کا سخت نوٹس لیتے ہوئے فیصلہ کیا ہے کہ برطانیہ سمیت یورپی ومغربی ممالک میں تحریک ختم نبوت کی مہم کو تیز کیا جائے گا۔ اس سلسلہ میں برطانیہ میں ممتاز علماء کرام کا ایک خصوصی اجلاس بھی منعقد ہو چکا ہے جب کہ مکہ مکرمہ سے آمدہ اطلاعات کے مطابق انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے مرکزی امیر مولانا عبد الحفیظ مکی اور مولانا ڈاکٹر سعید احمد عنایت اللہ نے اپنے ایک بیان میں الطاف حسین کی بدترین قادیانیت نوازی اور گورنر پنجاب سلمان تاثیر کی طرف سے توہین رسالت کی شدید الفاظ میں مذمت کرتے ہوئے سپریم کورٹ کے چیف جسٹس سے مطالبہ کیا ہے کہ آئینی بغاوت کرنے پر الطاف حسین کے خلاف سوموٹو ایکشن لیا جائے۔ انھوں نے گورنر پنجاب کی برطرفی کا مطالبہ بھی کیا۔

ادارہ

مسافرانِ آخرت

- مولوی علی محمد مرحوم (مجلس احرار اسلام بستی مولویان رحیم یار خان کے قدیم کارکن) انتقال: یکم ستمبر 2009ء۔ ان کی نمازِ جنازہ میں ضلع بھر کے احرار کارکنوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔
- والدہ مرحومہ: چودھری عبدالجبار صاحب (ملتان) انتقال: 26/ستمبر 2009ء ہفتہ
- والدہ مرحومہ: ڈاکٹر طاہر مسعود صاحب (کہروڑپکا)
- حافظ عبدالرحمٰن مرحوم: حافظ محمد یوسف کے والد (ککری کلاں، میلسی ضلع وہاڑی)
- چیچہ وطنی میں مرکزِ احرار مرکزی مسجد عثمانیہ کے خطیب مولانا منظور احمد کے معصوم بھانجے محمد شاہد مرحوم، انتقال: 12/ستمبر
- محمد انس مرحوم (اوکاڑہ): مجلس احرار اسلام ملتان کے ناظم نشریات شیخ حسین اختر لدھیانوی کے پڑنواسے۔

قارئین سے درخواست ہے کہ تمام مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دعاء مغفرت کا اہتمام فرمائیں۔ حق تعالیٰ سب کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ (آمین)

دعائے صحت

- بنتِ امیر شریعت سیّدہ اُم کفیل مدظلہا
- جناب قاری ظہور رحیم عثمانی (لیاقت پور)
- والدہ محترمہ، محمد الیاس میراں پوری
- عبدالرحمٰن جامی نقشبندی (جلال پور پیروالا)
- جناب ماسٹر محمد یٰسین صاحب (مسجد ابوبکر صدیق تلہ گنگ)
- والدہ محترمہ محمد فرحان الحق حقانی (تحریک طلباء اسلام ملتان)

قارئین سے دعائے صحت کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

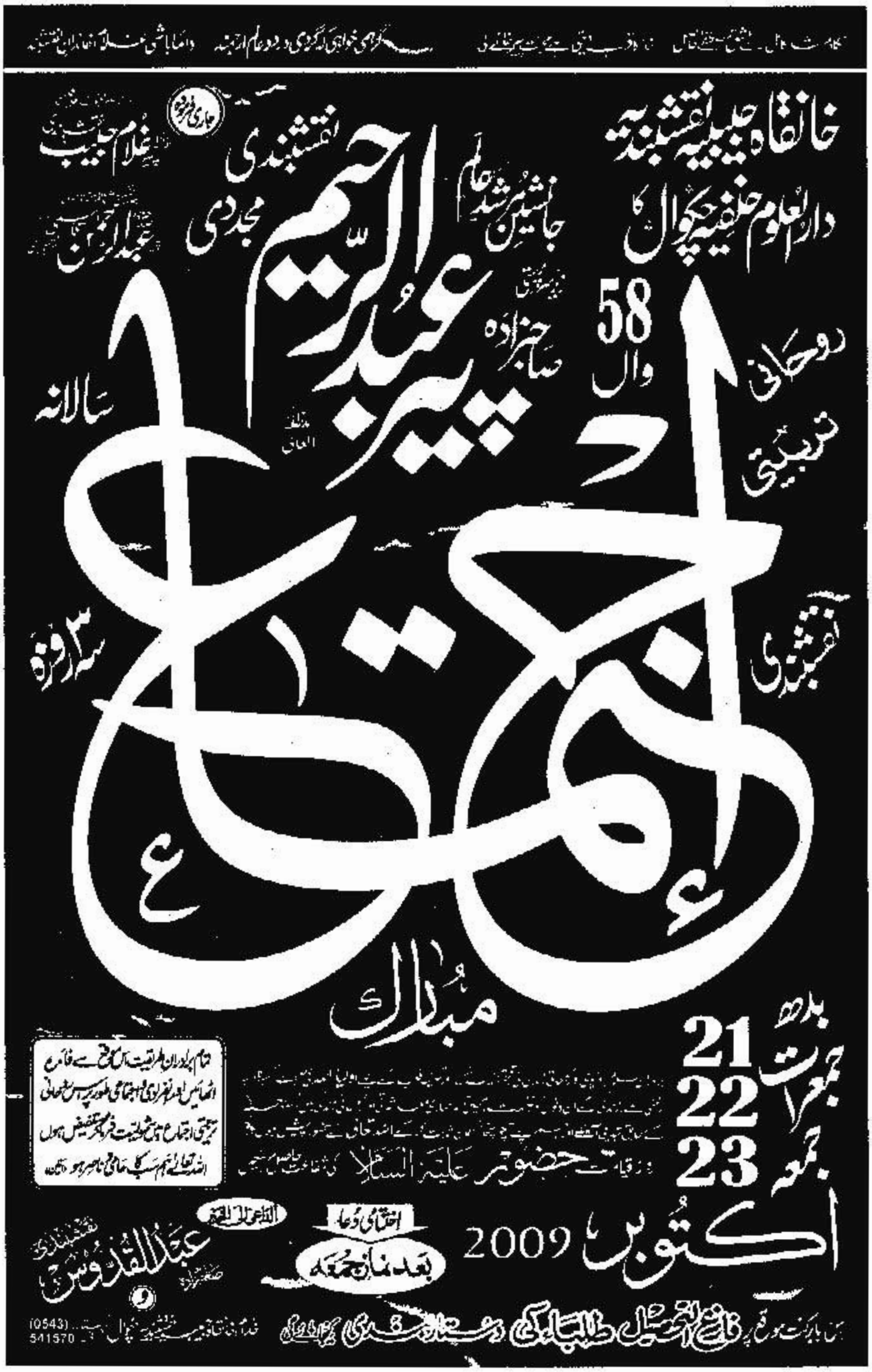
خانقاہ حبیبیہ نقشبندیہ
دارالعلوم حنفیہ چکوال کا
58 واں
روحانی تربیتی
سالانہ
نقشبندی
سہ روزہ
اجتماع
مبارک
جانشینِ مرشدِ عالم
صاحبزادہ
پیر عبدالرحیم
نقشبندی مجددی
غلام حبیب
عبدالرحمن
بدھ 21
جمعرات 22
جمعہ 23
اکتوبر 2009
اختتامی دعا
بعد نماز جمعہ
الداعی الی الخیر
عبدالقدوس
تمام برادران طریقت اس کو بحق سے قائم
اٹھائیں بعد نظریاتی اجتماعی طور پر اس روحانی
تربیتی اجتماع میں شمولیت فرما کر مستفیض ہوں
اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو
حضور علیہ السلام
(0543) 541570
فارغ التحصیل طلباء کی دستار بندی

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ـــــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی
سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ
قائم شدہ
28 نومبر 1961ء

مدرسہ معمورہ

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

الحمدللہ

مدرسہ معمورہ اپنے تعلیمی وفکری سفر پر گامزن ہے اور تسلسل کے ساتھ ترقی کررہا ہے۔ طلباء کے لیے مدرسہ معمورہ اور طالبات کے لیے جامعہ بستانِ عائشہ میں حفظ وناظرہ قرآن، درسِ نظامی اور پرائمری ومڈل شعبوں میں تعلیم جاری ہے۔

مدرسہ کے مسافر طلباء کے طعام، علاج، تعلیم اور دیگر ضروریات کے لیے زکوۃ وعشر اور دیگر صدقات عنایت فرما کر اجر حاصل کریں

- دارالقرآن
- دارالحدیث
- دارالمطالعہ
- دارالاقامہ

کی تعمیر میں حصہ لیں

طلباء کی درس گاہوں، رہائش، دفتر اور لائبریری کے لیے 24 کمروں پر مشتمل دومنزلہ عمارت کی تعمیر شروع کی جارہی ہے۔ لاگت فی کمرہ دولاکھ پچاس ہزار روپے ہے۔ صدقہ جاریہ میں حصہ لیں اور نقد وسامانِ تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرما کر اجر حاصل کریں۔

رابطہ
061 - 4511961
0300-6326621
majlisahrar@yahoo.com
majlisahrar@hotmail.com

ترسیل زر
بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان
بذریعہ آن لائن: 2-3017-010 بینک کوڈ: 0165

الداعی الی الخیر
ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری
مہتمم مدرسہ معمورہ ملتان

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ـــــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جامعہ بستانِ عائشہ

کی تعمیر شروع ہے

تین درس گاہیں، وضوخانہ اور طہارت خانے تعمیر ہو چکے ہیں۔ چھ درس گاہوں کی تعمیر باقی ہے۔

بانی

سیّد عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

قائم شدہ

1989

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

★ 1989ء میں دارِ بنی ہاشم کے رہائشی مکان میں ایک معلّمہ سے بچیوں کی دینی تعلیم کا آغاز کیا گیا۔

★ مدرسہ میں شعبہ حفظ و ناظرہ، ترجمۂ قرآن و تفسیر اور فقہ کی تعلیم جاری ہے

مخیّر حضرات

نقد رقوم، اینٹیں، سیمنٹ سریا بجری اور دیگر سامانِ تعمیر دے کر جامعہ کے ساتھ تعاون فرمائیں

نوٹ

اپنے عطیات، زکوٰۃ وصدقات جلد از جلد عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ تاکہ جامعہ کا تعلیمی سلسلہ بغیر کسی رکاوٹ کے جاری رہ سکے۔ (جزاکم اللہ خیر)

فی کمرہ لاگت	تخمینہ
3,00,000 (تین لاکھ روپے)	30,00,000 (تیس لاکھ روپے)

رابطہ

061 - 4511961
0300-6326621

ترسیلِ زر

بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان
بذریعہ آن لائن: 2-3017-010 بینک کوڈ: 0165

الداعی الی الخیر

ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری

مہتمم جامعہ بستانِ عائشہ ملتان

Designed by 0300-6321388